جلد ۲۸ ● شمارہ ۲۶

جمعۃ المبارک

۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء

بدل اشتراک

سالانہ .... ۱۰۰ روپے

ششماہی .... ۵۰ روپے

سہ ماہی .... ۲۵ روپے

فی پرچہ دو روپے

جماعتی کارکنوں سے!

(۳)

میرے عزیز ساتھیو! وہ قافلہ سخت جاں آج اپنوں کے ہاتھوں زخمی اور چور چور ہے۔ جسے توڑنے کی کوشش میں انگریز جیسی جابر و قاہر قوت دم توڑ کر رہ گئی —— لیکن آہ کہ اسے یہ کہہ کر توڑ دیا گیا کہ اس کے قائد و رہنما "دستور" کی پابندی نہیں کرتے —— اس مسئلہ پر تو بعد میں گفتگو ہو گی کہ دستور کی پابندی کون نہیں کرتا —— لیکن دستور کے غم میں گھلنے والے یہ نہیں سوچتے کہ دستور اپنے تمامتر تقدس کے باوصف انسانی کاوشوں کا ہی مظہر ہوتا ہے لیکن جس کو "امیر" کہا جاتا ہے۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا ہے —— اور پھر امیر وہ ہے جو آج کا نہیں ۲۰ برس کا ہے۔ جسے حضرت الامام لاہوری قدس سرہ کے بعد اس کی عدم موجودگی میں چنا گیا، اور اب سے چند ماہ تک وہ ہر طرح اہل تھا جماعت تو رہی ایک طرف اپنے مدارس و مساجد کی رونق اس سے بڑھ جاتی تھی۔ مسجد کا سنگ بنیاد رکھوانا ہو، مدرسہ کی کوئی تقریب ہو، بخاری شریف کا ختم ہو، جلسۂ دستاربندی ہو، اس امیر کے بغیر بات نہ بنتی —— پھر چند ماہ میں کیا ہوا؟ کیا انقلاب آیا؟ "عافیت کوش" حضرات کو اچانک کیا سوجھی کہ انہوں نے حضرت الامیر کے خلاف محاذ کھول دیا اور حضرت الامیر اور حضرت قائد جمعیۃ مولانا عبیداللہ انور کے درمیان محاذ آرائی کی کوشش بایں طور شروع کر دی کہ "ہم مولانا عبیداللہ انور کو اپنا سرپرست ماننے کو تیار نہیں"۔ کیسی سرپرستی اور کہاں کی سرپرستی —— ان کی سرپرستی جو جماعت کو برباد کرانے کے ذمہ دار ہیں —— ان کی سرپرستی جو

اطاعت امیر کے جذبہ سے محروم ہیں، ان کی سرپرستی جنہوں نے ساری عمر ہی جماعت کے لئے تنکا توڑ کر نہیں دیا ——— یاد رکھیں یہ سازش کبھی کامیاب نہ ہوگی — درخواستی و انور (زیدمجدھما) یک جان دو قالب کا نام ہے، ان دونوں قدسی صفات بزرگوں کی قیادت میں حوادث روزگار کے باوصف قافلہ سخت جاں آگے بڑھے گا ——— پوری قوت سے، پوری ہمت سے، اس کا راستہ روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوگی اور وہ اپنے حسین و تابدار ماضی کی طرح پوری قوت سے ابھرے گا اور خوب!

عزیزو! سوچو، جماعتی دستور کو توڑنے کا الزام حضرت الامیر اور حضرت القائد پر، ان کی طرف سے جن کی جماعتی اجلاسوں کی حاضری کا ریکارڈ دیکھ لیا جائے تو دستور کا احترام کا راز کھل جائے گا ——— اور معلوم ہو جائے گا کہ دستور کے غمخوار خود کس پانی میں ہیں ——— بابو آنکھیں کھولو اور سوچو، آج ہوا کیا جن کے آستانوں پر بھٹکی ہوئی دنیا حق کا راستہ معلوم کرنے جاتی جو مسند تدریس پر بیٹھے مہمانان رسول عربی کو قرآن و حدیث کے جواہر سمجھاتے، جنہیں گم کردہ انسانیت اپنا ہادی و مرشد سمجھتی — رسولِ عربی کو قرآن و حدیث کے جواہر سمجھاتے، جنہیں گم کردہ انسانیت اپنا ہادی و مرشد سمجھتی ——— لیکن حیرت ہے کہ آج وہ گھر پھونک تماشہ دیکھ کے چکر کا شکار ہیں ——— وہ "عزت مآب جمہوریت محترمہ" کی بحالی کے لئے ان کے ہم نشین و ساتھی بن چکے ہیں جن کے گھر میں جمہوریت نام کی کوئی چیز نہیں ——— جن کے مرحوم چیئرمین نے قیادت کو اپنے گھر کی لونڈی بنایا اور اب تک وہ لونڈی بنی ہوئی ہے ——— جن کی پارٹی میں قریباً ۱۵ برس ہونے کو ہیں (اور اتنی ہی ان کی عمر ہے) کبھی انتخاب کا عمل سامنے نہیں آیا ——— نامزدگی ہی نامزدگی۔ اور پھر اب قیادت "محترمات" کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے "ارباب طریقت" "اساتذہ حدیث" اور "شیوخ ملت" سے سنا تھا۔ درسگاہوں میں، خانقاہوں میں، منبروں پر، محرابوں میں کہ وہ قوم کامیاب نہیں ہوگی جو عورت کو اپنا سردار بنا لے ——— ہمیں تو یاد ہے کہ ۶۴ء میں پاکستان کا اہم ترین انتخاب تھا ——— صدارتی انتخاب ——— ایک طرف فیلڈ مارشل ایوب خاں مرحوم تھے، دوسری طرف بانی پاکستان کی ہمشیرہ ——— ان صاحبہ کے کیمپ میں خواجہ ناظم الدین تھے، چودھری محمد علی تھے، ولی خاں تھے، میاں قصوری تھے ——— بڑے بڑے جغادری سیاستدان ——— ہمارے نوابزادہ نصراللہ خان اور سبھی ——— حتیٰ کہ وطن عزیز میں اسلامی قوتوں کی اجارہ داری کی دعویدار جماعت کے بانی و امیر جناب مودودی صاحب تھے جنہوں نے جیل سے عورت کی سربراہی کے جواز میں فتویٰ ارشاد فرمایا — اور پھر بعد میں موچی دروازہ میں فرمایا۔

"ایوب خاں میں یہی خوبی ہے کہ وہ مرد ہے۔ اور مس فاطمہ میں یہی کمی ہے کہ وہ عورت ہے اور بس اس کے سوا ایوب خان میں کوئی خوبی نہیں، اور مس فاطمہ میں کوئی برائی نہیں"۔

لیکن یہی ارباب عزیمت تھے یہی داعیان حق تھے جن کے وجودِ ملّی کو آج توڑنے کی کوشش کی گئی۔ اور کی جا رہی ہے جو ملتان کے مدرسہ قاسم العلوم میں جمع تھے۔ حضرت الامیر درخواستی تھے، مجاہد ملّت مولانا ہزاروی تھے، قائد مرحوم مولانا مفتی محمود تھے اور موجودہ قائد جمعیۃ مولانا انور تھے اور سبھی تھے۔ بعض قریبی سیاسی حلیف مدرسہ کے دروازے پر چارپائیاں بچھائے بیٹھے تھے ان کی کوشش تھی کہ یہ حضرات مس فاطمہ کے حق میں فیصلہ کریں ——— لیکن

ارباب طریقت و تدریس اور اساتذہ قرآن و حدیث نے واضح کر دیا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ہم "مس فاطمہ" کی حمایت کسی طرح نہیں کر سکتے۔ ہمارے قائد مکرم، نبینا المعظم، رسولنا المحترم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی جو عورت کو اپنا سربراہ بنا لے"۔

چنانچہ انہوں نے اس فیصلہ کا اعلان کر دیا اور کسی سیاسی مصلحت اور دوستی کا لحاظ نہیں کیا لیکن آج کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ انہی کی جماعت کا اپنے کو وارث کہنے والے جمعیۃ کی بحالی کے لئے جمہوریت دشمن اور عورت کی قیادت میں کام کرنے والوں سے گٹھ جوڑ کر رہے ہیں۔ ایسی عورتیں جن کا دین اسلام سے اور اعلیٰ اقدار و روایات سے کوئی تعلق نہیں ——— وہ ایسی عورتیں ہیں کہ بعض سیاست دان جب ان سے ملے (ملنے والوں کا بھی حوصلہ ہے) اور تعاون کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ تم سے تو نہیں البتہ تمہاری بیوگان سے سیاسی اتحاد کے متعلق ہم سوچیں گے۔

پس۔ اے عزیزانِ گرامی اور کارکنانِ محترم! اب تمہیں سوچنا چاہئے اور اچھی طرح کہ تمہارے قافلے پر جگ ہنسائی کا موقعہ کس نے پیدا کیا ——— اور ایسا کرنے والے کیا چاہتے ہیں؟

تاریخ کی اس سچائی کو یاد رکھیں کہ ہلاکو خاں نے تمام وزراء و اعیان سلطنت کو جب ٹھکانے لگا دیا تو لوگوں کو قدرتی طور پر خوشی ہوئی کہ ہم پر ظلم ڈھانے والے اپنے انجام کو پہنچے۔ لیکن اگلے ہی دن ہلاکو نے ان خوشی منانے والوں کو بھی اسی طرح ٹھکانے لگا دیا ——— ٹھکانے لگتے لگتے ایک صاحب نے ہمت کرکے پوچھ لیا کہ صاحب! ہمارا کیا قصور؟ تو ہلاکو نے کہا ——— تمہارا قصور ظلم پر قناعت کرنا ہے ——— تمہارے سامنے ظلم ہوتا رہا، تم آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے، اور تم نے دست ظلم کو توڑنے کے لئے کچھ نہ کیا ——— ہلاکو خود کیا تھا ——— اس سے قطع نظر اس کی بات پر غور کریں کہ اس نے کتنی صحیح بات کہی ——— اور اس کے ساتھ اس ارشاد پیغمبرؐ کو نگاہ میں رکھیں کہ جو جانتے بوجھتے ظالم کو تقویت پہنچانے کی غرض سے اس کے ساتھ چلا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

ہمارا تو کام عزیزانِ ملّت کو سمجھانا ہے، دردِ دل عرض کرنا ہے۔ ہم "———" تو ہیں نہیں محض مبلّغ ہیں، منادی ہیں، داعی الی الحق ہیں — فرض ادا کر دیا اب آپ جانیں اور آپ کا کام ——— اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔

علوی
20-12

بقیہ : مجلس ذکر

باعث نجات و مدار سعادت اخروی ہے ورنہ سب کچھ عبث و بیکار ہے۔

ہمارے حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کا خلاصہ تین لفظوں میں یوں ارشاد فرماتے۔ اللہ تعالےٰ کو عبادت سے، رسول کریم علیہ السلام کو اطاعت سے، اور اس کی مخلوق کو خدمت سے راضی کرو۔

رسول برحق علیہ السلام کی ولادت کے مہینہ کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی زبانی جمع خرچ کرکے وقت گذار لے۔ ضرورت اسوہ حسنہ کو اپنانے اور آپ کی سچی محبت کا جذبہ دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے ورنہ پھر قیامت کے دن محرومی ہوگی۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھوں آب کوثر نصیب نہ ہوگا اور ذلت و نامرادی کے ساتھ جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا۔

اللہ رب العزت ہمارے حال پر کرم فرما کر ہمیں اسوۂ سرکارؐ پر عمل کی توفیق دے

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

اُسوۂ حسنہ کو اپنائے بغیر بات نہیں بنے گی

شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

محترم حضرات و معزز خواتین!
حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ "اللہ کا راستہ" وہ ہے جو حضور علیہ السلام نے یعنی آپؐ نے بتلایا یہی راستہ ہے جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ یہ راستہ قیامت تک رہنا ہے اور اسی پر ہر دور کے افراد کو چلنے کی دعوت و ترغیب دی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو اس راستہ کے سوا دوسرے راستے پر چلے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ سورۂ نساء کی ایک آیت کا ترجمہ ہے:۔

"اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر چلے تو ہم اس کو دھکا دیں گے اُدھر ہی جدھر وہ جاتا ہے اور اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے اور دوزخ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔"

گویا اللہ تعالےٰ نے بھی واضح کر دیا کہ رسول کریم علیہ السلام اور جماعت مومنین یعنی صحابہ کرام کے خلاف راستہ چلنے والا دوزخی اور جہنمی ہے —— اور یہ بات طے ہے کہ اس صحیح و درست راستہ کے بالمقابل ٹیڑھے، غلط اور دوسرے الفاظ میں شیطانی راستے کئی ایک ہیں اور شیطان کی ذریت اور اس کے دُعاۃ ان راستوں پر بیٹھے لوگوں کو اپنی طرف بلاتے اور دعوت دیتے ہیں —— جو شخص ان کی مانتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ رسولِ برحق کا بتلایا ہوا راستہ معاذ اللہ فرسودہ اور پرانا ہے، اگر وہ شخص رسول کریم علیہ السلام کے راستہ کو صحیح، درست اور پسندیدہ سمجھتا تو اسی پر چلتا، نئے راستے پر نہ چلتا —— یہ نئے راستے ابداع و بدعت کہلاتے ہیں اور ان کو اللہ تعالےٰ کے نبی نے ضلالت و گمراہی قرار دیا ہے کہ اس قسم کی چیزیں انسان کو جہنم میں لے جانے کا باعث و ذریعہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے رسول برحق علیہ السلام کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ ان کے ذریعہ ایک راستہ و منزل تجویز کی، اسی پر چلنے کی ہدایت کی اور اس کو مخلوقِ خداوندی کے لئے بہترین نمونہ بنایا۔ اسی کی بنیاد پر جنت و نجات کی بشارت دی۔ اس راستہ کا نام دین اسلام ہے جو اللہ تعالےٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اور آل عمران کے ارشاد کے مطابق اس کے بغیر کسی اور دین و طریقہ کی طلب و خواہش خسران اور گھاٹے کا سودا ہے۔

یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ کی زندگی مکمل طریقہ سے محفوظ ہے اور عقائد و نظریات، اعمال صالحہ تو بڑی بات ہے۔ اٹھتے، بیٹھتے، سوتے جاگنے کا بھی ڈھنگ اور اصول سکھلایا گیا ہے۔ اسی پر چلنا

(باقی ۵ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

اُمّت پر نبی علیہ السّلام کا حق

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ:۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :——
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

محترم حضرات و معزز خواتین!
سورۂ احزاب کی چھٹی آیت کا ابتدائی حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کا ترجمہ ہے:۔

"نبیؐ سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جانوں سے"۔
(حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت العلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس ٹکڑے کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اُس نورِ اعظم کی جو آفتاب نبوّت سے پھیلتا ہے، آفتاب نبوّت پیغمبر علیہ السلام والسلام ہوئے بنا بریں مومن (من حیث ھو مومن) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لئے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے اور اگر اس روحانی تعلق کی بنا پر کہہ دیا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی بمراتب بڑھ کر ہے تو بالکل بجا ہوگا —— چنانچہ سنن ابی داؤد میں انما انا لکم بمنزلۃ والد الخ (میں تمہارے لئے باپ کی مانند ہوں) اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی قرأت میں آیت ھذا النبی اولی بالمؤمنین الخ کے ساتھ وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ (وہ تمہارے باپ ہیں) اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ باپ بیٹے کے تعلق میں غور کرو۔ اس کا حاصل یہی نکلے گا کہ بیٹے کا جسمانی وجود باپ کے جسم سے نکلا ہے اور باپ کی تربیت و شفقتِ طبعی اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن نبی اور امتی کا تعلق کیا اس سے کم ہے؟ یقیناً امتی کا ایمانی و روحانی وجود نبی کی روحانیت کبریٰ کا ایک پرتو اور ظل (سایہ) ہوتا ہے اور جو شفقت و تربیت نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔ باپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو دنیا کی عارضی حیات عطا فرمائی تھی لیکن نبی کے طفیل ابدی اور دائمی حیات ملتی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم ہماری وہ ہمدردی اور خیر خواہانہ شفقت و تربیت فرماتے ہیں جو خود ہمارا نفس بھی اپنی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے

پیغمبر کو ہماری جان و مال میں تصرف کرنے کا وہ حق پہنچتا ہے جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالٰے (شاہ عبدالقادر دہلویؒ) لکھتے ہیں کہ ”نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مال میں ، اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے ۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں ، اور اگر نبی حکم دے دے تو فرض ہو جائے“ انہی ہی حقائق پر نظر کرتے ہوئے احادیث میں فرمایا کہ ”تم میں کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا ۔ جب تک میں اس کے نزدیک باپ بیٹے اور سب آدمیوں بلکہ اس کی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں“

(حواشی تفسیر عثمانی ص ۵۴۳/۴۴ ے)

محترم حضرات ! حضرت شیخ الاسلام عثمانی رحمہ اللہ تعالٰی کا جو حاشیہ نقل ہوا ۔ اس نے جہاں قرآنی آیت کا مطلب و مفہوم واضح کیا وہاں سچے اور حقیقی امتی ہونے کا بھی پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شبیر احمد جس قافلہ کے فرد تھے ان کے دل میں نبی کا کیا مقام تھا ؟ (رزقنا اللہ تعالٰی)

ربیع الاوّل

ربیع الاوّل آ گیا جو بڑا مبارک مہینہ ہے اس اعتبار سے کہ حضور اکرم محمد عربی علیہ السلام کی ولادت شریفہ کا مہینہ ہے ۔ ہجرت نبوی کا عظیم الشان واقعہ اسی میں پیش آیا ——— یہ واقعہ ہماری ملی زندگی اہم ترین واقعہ ہے ——— اور پھر یہ مہینہ اس اعتبار سے تو غم و اندوہ کا مہینہ ہے کہ حضرت سرورِ کائنات اسی مہینہ میں دنیا سے رخصت ہوئے ——— لیکن اگر آپ کے پیغامِ حیات پر انسان سنجیدگی ، عزم و ہمت اور خلوص سے عمل کرے تو اس غم و اندوہ کا مداوا بھی ہو سکتا ہے ———

مصدقہ روایات کے مطابق سرورِ کائنات علیہ السلام ۱۲ر ربیع الاول کو دنیا سے رخصت ہوئے لیکن تاریخ پیدائش مختلف فیہ ہے ——— محقق علماء کی رائے میں صحیح تاریخ ولادت ۹ر ہے ۔ لیکن افسوس ہے کہ افراد امت منافقین و ملحدین کے بہکائے میں آ کر یوم وفات پر خوشی و میلاد کا جلوس نکال بیٹھتے ہیں اور پھر اس میں جو کرتے ہیں اس کا آپؐ کی سیرت سے کوئی تعلق نہیں بعینہ جس طرح صفر المظفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو آپ کی صحت کی خوشی میں جلوس نکلتا ہے ، مرد و زن چہل قدمی کرتے ہیں اور بہت کچھ ہوتا ہے لیکن تمام محقق علماء کے بقول اسی چہار شنبہ کو آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی ۔ وہ بیماری جو آئندہ چل کر حادثہ وفات کا سبب بنی ۔

طریق صحیح

بہرحال عرض یہ کرنا ہے کہ آپ آیت کریمہ ، اس کا ترجمہ ، اور متعلقہ حواشی سن چکے جس سے نبی کی اہمیت و عظمت اور امت پر ان کے احسان و حق کا پتہ چلتا ہے لیکن امت کا انداز و طریق آج صحیح اس لیے اس معاملہ میں چند گذارشات سماعت فرمائیں ۔

الف : نبی کریم علیہ السلام کا ذکر خیر اعلیٰ ترین عبادت بلکہ روحِ ایمان ہے ——— اہلِ صدق و صفا کے نزدیک آپ کا کوئی سا پہلو مثلاً سوچنا ، جاگنا ، اٹھنا ، بیٹھنا ، ہنسنا ، رونا وغیرہ سبھی حرکات مقدسہ امت کے لئے وجہ سکون و طمانیت ہے ، ان کا سیکھنا ، بیان کرنا ، مذاکرہ کرنا ، عمل کرنا سب کارِ خیر ہے ۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ سے نسبت رکھنے والی تمام چیزوں کا ذکر بھی عین عبادت ہے ۔

ب : دوسری بات یہ سمجھیں کہ آپ کی حیات طیبہ کے دو حصوں میں ایک حصہ قبل نبوت کا ہے دوسرا بعد از نبوت کا ۔ پہلے حصے کے جستہ جستہ واقعات حدیث و سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جبکہ دوسرے حصہ قرآن نے ”اسوۂ حسنہ“ کہا اس کا مکمل ریکارڈ حدیث و سیرت کی شکل میں محفوظ ہے ——— بقول ایک عاشق صادق :-

”اس کو دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ آپ باہمہ خوبی و زیبائی گویا ہماری آنکھوں کے سامنے چل پھر رہے ہیں اور آپ کے جمالِ جہاں آرا کی ایک ایک ادا اس میں صاف جھلک رہی ہے ۔“

اور بقول علامہ سید سلیمان ندویؒ مرحوم یہ حضور اقدس علیہ السلام کا اعجاز ہے کہ آپ کی سیرت کا مکمل ریکارڈ موجود ہے ورنہ دنیا میں اور کون ہے جس کی زندگی محفوظ ہو ۔

ج : تیسری بات یہ ہے کہ سیرت مقدسہ کے بیان کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ آپؐ کی سیرت کے ایک ایک نقشے کو ہر امتی اپنے آپ پر اس طرح آویزاں کرے کہ اس کی چال ڈھال آپؐ کی سیرت کا مرقع بن جائے اور دیکھنے والا محسوس کرے کہ واقعی یہ آپ کا غلام ہے ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر مجلس و محفل کو آپ کے ذکر سے معمور رکھا جائے ۔

د : اسلاف گرامی بشمول صحابہ کرام علیہم الرضوان ، ائمہ مجتہدین ، اولیاء امت ، صلحاء ملت ، محدثین ، مفسرین سارے کے سارے ایسے تھے کہ انہوں نے کبھی سیرت و میلاد کے جلسے نہیں کئے اس لئے کہ ان حضرات کا معاملہ ایسا تھا کہ ان کی ہر شب شب برات اور دن روز عید تھا ۔ کیونکہ وہ سیرتِ رسولؐ کا مرقع اور آپ کے مخلص و وفادار غلام تھے لیکن زمانہ رسالت سے جوں جوں بعد ہوتا گیا کردار کی جگہ گفتار نے لی ——— اور اب حال یہ ہو گیا ہے کہ من مانی رسومات ادا کر کے ہم سمجھ لیتے ہیں کہ پیغمبر کی عقیدت و محبت اور آپؐ سے تعلق کا حق ادا ہو گیا ۔

ھ : ابتدائی چھ صدیاں تو ان محافل سے بالکل خالی ہیں ۔ ۶۰۴ھ میں سلطان ابو سعید مظفر نے محفل میلاد کا اس طرح اہتمام کیا کہ ۱۲ر کی تاریخ متعین کی ۔ علماء و صلحاء کا اجتماع کیا اور ختم محفل پر اطعام طعام کا اہتمام کیا ۔

سلطان ابو سعید مظفر اور اس کے ساتھی ابن دحیہ کا یہ حال ہے کہ بعض مؤرخین انہیں فاسق و کذاب لکھتے ہیں ۔

اس رسم کے بعد علماء میں بحث لازمی تھی ۔ علامہ فاکہانی رحمہ اللہ تعالٰے نے اسے ”بدعت سیئہ“ قرار دے کر شرکت محفل سے عذر کیا ۔ لیکن ”سلطان پرست“ آج کی طرح کل بھی تھے اور اب تو یہ محفل اتنی ترقی یافتہ ہے ——— کہ توبہ بھلی !

ان گذارشات سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ آج جو ہوتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے ——— حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کا جملہ پھر سن لیں ۔

”اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں : اور اگر نبی حکم دے دے تو فرض ہو جائے“ اس سے اہل حق کے قلوب میں نبی کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے لیکن خود ساختہ باتیں تو خود ساختہ ہیں ۔ اس لئے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ——— اس لئے ضرورت صحیح اتباع کی رسم پرستی اور ظاہرداری کا کوئی مقام نہیں ۔“

آئندہ خطبہ میں چند گذارشات اس ضمن میں مزید کرونگا ۔

اللہ تعالٰے ہمیں اسوۂ مبارکہ کے اتباع کی توفیق دے ۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین !

آج کے دن تجھ پہ لاکھوں رحمتیں لاکھوں سلام

آج کے دن رحمۃ للعالمین پیدا ہوتے
سرورِ کونین، ختم المرسلین پیدا ہوئے
ابرِ رحمت جھوم اٹھا، بادِ بہاری آ گئی
آمنہ کے لال کی نوری سواری آ گئی
آج ابراہیمؑ کی ہر اک دعا پوری ہوئی
اور مسیحا کی نویدِ جانفزا پوری ہوئی
کفر کی ظلمت اُڑی، نورِ سحر پیدا ہُوا
آلِ ابراہیمؑ کا دل اور جگر پیدا ہُوا
آج کے دن نورِ حق دنیا میں آیا بے حجاب
ریگ زارِ دہر کے ذرّے بنے پھر آفتاب
آج کے دن قصرِ کسریٰ میں وہ آیا زلزلہ
جس کی ہیبت سے شیاطینِ زماں کا دل ہلا
آج کے دن سر بسجدہ ہو گئے لات و منات
نورِ احمدؐ سے ہوئی روشن یہ ساری کائنات
آج بندوں پر ہوئی اللہ کی حجّت تمام
آج کے دن تجھ پہ لاکھوں رحمتیں، لاکھوں سلام

—— آزاد شیرازی، مدیر تذکرہ، لاہور ——

ولادت باسعادت

رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

از: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

اگرچہ یہ مسلّم بدیہی اور واقعی حقیقت ہے کہ زمانہ کا کوئی ٹکڑا چھوٹا ہو یا بڑا گذر جانے کے بعد لوٹ نہیں سکتا اور اس کے استعمال کے لئے کسی استدلال یا تنبیہ کی ضرورت بھی نہیں ہے مگر زمانہ کی دوران حرکت ہمیشہ ایسے مماثل ٹکڑے پیش کرتی رہتی ہے جن سے یہی خیال بندھ جاتا ہے کہ ہو نہ ہو یہ اجزاء موجودہ وہی گذر جانے والے اجزاء ہیں اور پھر ان اجزاء کا اسی عالم مشاہدہ میں انہی سابقہ اجزاء کی کیفیتوں سے منکشف ہونا اور بھی اس خیال کو قوت دیتا ہے۔

ہر چوبیس گھنٹے میں گزشتہ اجزاء کے مماثل صبح شام، دوپہر، رات دن، سردی گرمی اندھیرے اجالے وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات پر ہونا اس گذشتہ اجزاء کے لوٹ کر آنے کا خیال پیدا کرتا ہے جس طرح ہر ہفتہ میں دنوں کا لوٹ پھیر اور ہر سال میں موسموں کا آنا جانا فصلوں اور موسموں کا چکر لگانا۔

یہی نہیں کہ وہ محض عالم شہادت اور مادی انقلابات اور جسمانی صفات کے کرشمے ہیں بلکہ اسی کے مثل یا اس سے زائد عالم روحانی کے بھی کوائف اور حالات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اگر اخیراتِ کا حصہ ہمیشہ مطلع برکات رحمانی ہوتا رہتا ہے تو ہر فجر کا وقت مہبط فرشتگانِ سماوی بنا رہتا ہے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا اگر وقت استواء آفتاب مظہر جلال و غضب بن کر جہنم کے جھونکنے اور بھڑکانے کا ذریعہ بنتا رہتا ہے تو وقت طلوع و غروب بوسیلۂ انتشار آثار شیطانیہ، اگر جمعہ کو رحمات الٰہی کی دھواں دھار بارش ہوتی رہتی ہے تو ہر دو شنبہ اور جمعرات کو صحائف اعمال کی پیشی۔ اگر رمضان میں طرح طرح کی رحمتیں اور نعمتیں جھڑی کی طرح برستی رہتی ہیں تو ہر ذی الحجہ میں انواع و اقسام کی نوازشیں باعث فلاح و نجاح ہوتی رہتی ہیں۔ قوانین احکام تشریعیہ بھی انہی مادی اور روحانی انقلابات کے تابع ہو کر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ہر فجر اور ظہر اور عصر کے احکام اسی طرح نوبت بنوبت آتے رہتے ہیں جس طرح ہر جمعہ اور ہر رمضان و ذی الحجہ وغیرہ ہفتہ وار اور سالانہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

احکامی دنیا میں جہاں گذشتہ اجزاء کا مماثل نمودار ہوا غلامانِ صمدیت میں وہی بے چینی پیدا ہو گئی جو پہلے اجزاء میں نمودار ہو چکی ہے۔ ماہ شوال نے چہرۂ ہلال نمودار کیا کہ عشاقِ بارگاہِ جمال حقیقی میں قلق و اضطراب کا دور دورہ نمودار ہو گیا۔ عشق کی بیتابی اور محبت کی بیقراری نے راحت و آرام سے بیگانہ بنا دیا اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ کی صدا اور اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ کے روحانی اعلان نے کوچۂ محبوب حقیقی یعنی بیت عتیق کے گرد اُفتاں و خیزاں چکر لگانے (طواف کرنے) پر آمادہ کر دیا، دیوانہ وار دار و دیار، بیوی بچوں، زیب و زینت وغیرہ اسباب تجمل اور خوبصورتی کو تجے ہوئے ننگے سر پیر کفنی زیب بدن کئے ہوئے بلبل کی طرح بیقرارانہ نام محبوب لیتے ہوئے چیختے چلاتے جائے وعدہ وصال کی طرف روانہ ہو گئے۔ نہ عقل و ہوش کی پرواہ ہے نہ نام نہاد عقل و تہذیب کا خیال، نہ عزّتِ دنیاوی کی فکر ہے نہ سردی اور گرمی کا خوف دل میں محبوب حقیقی اور اسکے کوچہ کا خیال ہے تو زبان پر اس کے نام کا ورد جاری ہے۔ وحشی جانوروں سے رشتہ مودت ہے اور آبادی وطن سے نفرت و دوری ؎

پھر بہار آئی چمن میں زخم دل کھلنے لگے

کہیں مجنونانہ طریقہ پر دوڑ رہے ہیں تو کہیں آستانہ بارگاہِ محبوبی کے بوسے لیتے ہوئے زبان دل سے یہ اشعار پکار رہے ہیں۔

امرّ علی الدّیار دیار لیلیٰ — اقبّل ذا الجدار و ذا الجدارا

میں لیلیٰ کے شہروں پر گزرتا ہوا۔ کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو

و ما حبّ الدّیار شغفن قلبی — و لٰکن حبّ من سکن الدّیارا

میرے دل کو ان شہروں اور دیواروں کی محبت نے بیقرار نہیں کیا بلکہ اس معشوق کی محبت مجھ کو بیقرار کر رہی ہے جو ان شہروں میں ٹھہرا ہوا ہے۔

غرضیکہ ہر طریقہ پر مادی ہو یا روحانی تکوینی ہو یا تشریعی اور ہر مذہب و ملت ہر قوم و ملک میں گزرنے والے اجزاء زمانہ کے متماثل اجزا جب ظاہر ہوتے ہیں تو اسی قسم کی یاد اور اسی قسم کی خیر و برکات اسی قسم کے احوال و احکام کم و بیش نمودار ہوتے ہیں جن کا انکار تقریباً آفتاب کا نصف النہار کے وقت انکار کرنا ہوگا۔ اور یہی فلسفہ عیدوں اور تہواروں وغیرہ کے سالانہ اور ماہوار ظہور کرنے کا ہے۔

دریائے رحمت کا جوش

آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر ماہ ربیع الاوّل میں دریائے رحمت خداوندی کے ایسے جوش و خروش اور ایسے تلاطم اور تموجات کا ظہور ہوا تھا جس کی نظیر نہ زمانہ سابقہ میں پائی جاتی ہے اور نہ آئندہ کو امید ہے۔ نہ صرف انسانی دنیا کی فلاح و نجات کی صورتیں اس وقت ارادہ قدیمہ نے نکالیں بلکہ تمام عوالم کے لیے بہبودی اور ابدی زندگانی کا سامان کر دیا۔ اس ناسوتی دنیا اور عالم شہادت میں اپنا خاص پیارا اور مخصوص خلیفہ پیدا کیا جس کا ہر قول خباثات سے طہارت کا ذریعہ ہے اور ہر عمل ترقی درجات اور کفارہ سئیات کا وسیلہ اور ہر خلق تزکیہ روحانی اور تقرب خداوندی کا کفیل اس کے تابعین پر رضوان الٰہی کا سایہ چھایا رہتا ہے۔ اس کے

...گاروں اور غلاموں کے لئے دونوں جہان میں سرخروئی اور کمال برستا ہے اس ... معالجہ اور قوانین پر عمل کرنے والوں کے لیے ہر ہر قدم پر شفا اور سربلندی ہے ... کے مخالفین اور معاندین کے لئے ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہے

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

اس کے نقش قدم پر چلنے والے لاہوتی چوٹیوں سے سر ملاتے ہیں اس کے طریقہ ... عدا ہونے والے کروبیوں کے ہمنشیں بلکہ اس کے محسود کہلاتے ہیں۔ اس آفتاب ... ایت نے کتاب اللہ کی شعاعوں سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں کو ملیا میٹ کر دیا ... اس بادشاہ روحانیت نے گذشتہ اشراقیت اور جوگیت کے دفاتر کو افسون ... معنی بنا دیا تمام عالم کے لیے وہ مشعل ہدایت لاکر رکھدی جس کی تمنا مشہور و معروف ... رائیلی مقدس پیغمبر اپنے دل ہی میں لیکر گیا۔ فاران کی چوٹیوں سے وہ روشنی ظاہر کی ... ں نے تمام بڑا اعظموں ہی کو نہیں، بلکہ عوالم جن و ملک وغیرہ کو بھی روشن کر دیا اگر جملہ ... ف النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[1] ... کا شاہد ہے تو جملہ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ ... لُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اِنَّ اللّٰهَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ[2] اس کی رسالت کا کاشف اسرار ... جملہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ[3] اس کی رسالت کی حقیقت عامّہ کو ظاہر کر رہا ہے ... نَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[4] اور فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ الآیة ... لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا[5] اس کی روحانی علت ... و مادیہ اور اس کی رحمت مجسمہ اور شفقت محضہ ہونے کا برہان۔ یہ آفتاب ہدایت ... ں مبارک مہینہ میں روحانی دنیا سے منتقل ہو کر جسمانی اور مادی دنیا میں ظاہر ہوتا ... اور روز ہدایت و خیر کے زمانہ صبح صادق (چالیس برس) پورے کر کے افق ... القریٰ میں غار حرا سے طلوع کرتا ہے۔ فاران کی چوٹیوں سے طاغوتی تاریکیوں ... ور کرتا ہوا تمام جزیرہ عرب کو اپنی قوت عزم اور نہ جھجکنے والی ہمت سے مصلحان عالم ... مرکز اور معدن بنا دیتا ہے ہر قسم کی روحانی بیماریوں اور جسمانی برائیوں کا عالم انسانی ... اپنے لائے ہوئے کیمیاوی نسخہ کے ذریعے سے ازالہ کرتا ہوا متبعین کو حیات ... ی عطا کرتا ہے۔

آج اسی آفتاب ہدایت کی اس دنیائے دوں میں روشنی اور نور پھیلانے کی ... تازہ کرنے والا زمانہ سایہ گستر ہو رہا ہے۔ ایک جماعت اس یادگار میں موتیوں کو چھوڑ ... باب پر ریجھ جاتی ہے اور اس مجسمہ ہدایت و رحمت کی تشریف فرمائی کی یادگاری میں ... س زیب و زینت سرود و روشنی وغیرہ منعقد کرتی ہوئی اُمم غیر اسلامیہ کی تقلیدی تاریکی اختیار کرتی ہے اور فقط اس ظاہری نمود و احتشام اور زبانی کارروائیوں کو ادائے حقوق کا ذریعہ سمجھتی ہے۔

قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

(یہ سونے والے لوگ ہیں کہ محو خواب ہو کر بے غم ہو گئے ہیں اور محبت سے خالی ہو گئے ہیں) ارباب بصیرت اپنی خداداد قابلیت کو کام میں لاتے ہیں اور اس آفتاب ہدایت کی لائی ہوئی سچی روشنی اور حقیقی ہدایت پر پوری توجہ اور تکمیل عنایت صرف کرتے ہوئے اپنی عملی اور ارادی قوتوں کو از سر نو فیضیاب اور فائدہ مند ہونے کیلئے تیار کرتے ہیں احیائے سنت اور نشر علوم نبویہ کے لئے دوگنی چوگنی قوت صرف کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو جو اور جس جس طرح عالم انسانی کی خدمتیں اس حکیم روحانی اور مصلح حقیقی نے انجام دی ہیں۔ ان کیلئے ہر قسم کی سرگرمی کو دہرانا ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔

غرضیکہ یہ مہینہ ہمیشہ ان کے قوائے علمیہ اور عملیہ میں وہ حرارت اور شادابی پیدا کرتا ہے جو مارچ و اپریل درختوں میں اور اساڑھ و ساون کاشت کی زمینوں میں اور اور فصل بہار بلبلوں کے دل و دماغ میں اور ماہ رمضان المبارک عالم علوی میں کرتا ہے۔

چونکہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اس عالم انسانی میں حکومت کا قائم کرنا، بادشاہت حاصل کرنا دنیاوی رعب و داب کا پیدا کرنا، خزانوں کا جمع کرنا دوسری قوموں اور ملکوں کو غلام بنانا، قوموں کی تجارت، زراعت، صنعت و حرفت پر قبضہ جمانا وغیرہ نہ تھا بلکہ ایسا مقدس اور برتر مقصد تھا کہ جس سے عالم انسانی اور تمام مبعوث الیہم کی دینی اور دنیاوی اصلاح ہو جائے ان کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جائیں ان کے لئے دونوں جہان کی ترقیاں اور راحتیں بہم پہنچ جائیں وہ ہر دو تعلقات (یعنی تعلق خلق باخالق اور تعلق باخلق) میں پورے پورے مکمل بن جائیں۔ ان کی ہر قسم کی کمزوریاں اور تکلیفیں دور ہو جائیں ان کی یہ زندگانی اور مستقبل کی زندگانی (جو اس دار فانی کی مفارقت کے بعد شروع ہونے والی ہے) نہایت راحت و آرام کی ہو جائے ان کے لئے وہ کمالات روحانیہ و جسمانیہ جن کی بناء پر وہ نعمت خلافت عظمیٰ سے تکریم کیا گیا ہے حسب استعداد حاصل ہو جائیں۔

اس لئے اس آفتاب ہدایت (صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایسے ایسے وسائل و ذرائع لوگوں کی اصلاح و تفہیم کے لئے اختیار کئے جن میں سراسر شفقت و رحمت، ہمدردی و غمخواری، حلم و تحمل استقلال و ہمت، صبر و احسان وغیرہ مربیانہ اور حکیمانہ اخلاق بھرے ہوئے تھے۔

اتباع رسول

یہ محض تبلیغ کے لئے پیدا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ انسان جو کہ طبعی طور پر مقلد واقع ہوا ہے اس کو آفتاب ہدایت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اور اس کے کارناموں کو بغور دیکھے اور اپنے آپ کو بھی اسی رنگ و روپ میں رنگ لے گویا کہ وہ ایک نمونہ ہے جس کی صورت و سیرت پر بن جانا مالک حقیقی عز شانہٗ کی طرف سے طلب کیا جاتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ

[1] اے نبی ہم نے بھیجا ہے آپ کو شاہد (معتبر) بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر اللہ کی طرف دعوت دینے والا اس کے حکم سے سراج منیر (روشن چراغ)

[2] وہی ہے جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر واضح آیتیں نازل کرتا کہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے بیشک اللہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے بہت رحم والا۔

[3] تمہیں بھیجا ہم نے — مہربانی کرنے کے لیے تمام جہانوں پر

[4] بیشک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔

خدا کی کتنی ... ہے کہ آپ نرم ہیں ان کے لیے

[5] شاید آپ تو اپنے آپ کو ہلاک کریں گے ان کے پیچھے اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں

ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم کو خدا کی محبت ہے تو میرے پیچھے چلو یعنی میرے جیسے بن جاؤ خدا تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (جس نے رسول اللہ علیہ السلام کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تمہارے لئے رسول میں عمدہ اقتدا ہے)

پھر یہاں تک بھی اکتفا نہیں ہے بلکہ اس مجسمہ رحمت و ہدایت کی روح پاک اپنی تیز و تند قوتوں کے ذریعہ سے لوگوں کے قلبی اور روحانی میل کچیل نجاست و خباثت کو اسی طرح دور کرتی تھی جس طرح مادر مہربان اپنے ننھے ننھے بچوں کے جسم اور کپڑوں سے ظاہری نجاستوں کو دور کرتی ہے اگرچہ یہ جملہ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ (پڑھتا ہے (وہ رسول علیہ السلام) بندگان خدا پر اس کی آیتیں اور ان کو خدا کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے)

قرآن شریف کے الفاظ اور اس کے معانی کی تعلیم اور احکام شرعیہ کے علل و اسباب کی تدریس پر دلالت کرتا ہے تو جملہ یُزَکِّیْهِمْ (اور پاک و صاف کرتا ہے) اسی باطنی تزکیہ اور روحانی تجلیہ اس پر شاہد ہے علاوہ اور بھی بہت سے مقاصد ہیں جن پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے۔

سچے متبعین اور ارباب عقل و فہم پر اس خاص مہینہ کے ظہور کرتے ہوئے جو کہ نہ صرف ولادت باسعادت کا مبارک وقت ہے بلکہ ہجرت بھی (جس کے ذریعے سے شوکت اسلام کا آفتاب روز افزوں ترقی کرتا ہوا نمودار ہوا) اسی مبارک مہینہ میں واقع ہوئی ہے اور وفات مبارک بھی (جو کہ امت کے لئے عالم برزخ اور بارگاہ رب العزت میں ذریعہ صد ہزار رحمت و مغفرت ہے) اسی مہینہ میں واقع ہوئی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ اذا اراد رحمة امة
من عبادہ قبض نبیہ قبلها
فجعله لها فرطا وسلفا بین
یدیها واذا اراد هلکة
امة عذبها ونبیها حی
فاهلکها وهو ینظر فاقر
عینه بهلکتها حین کذبوہ
وعصوا امرہ
(رواہ مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دیکر اس کو امت کا پیش خیمہ (سامان قیام و طعام وغیرہ درست کرنے والا) اور آگے جانے والا بنا دیتا ہے تو جب کسی قوم کے عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو قوم کو پیغمبر کی زندگی میں ہلاک کر دیتا ہے کہ پیغمبر ان کو ہلاک ہوتے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور اس کے احکام و اوامر کا خلاف کیا تھا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت آپ کے طرز عمل اور آپ کی تلقین کا وہی جذبہ منعکس ہونا چاہیئے جس کا روشن چراغ آپ کے قلب مبارک اور روح پُرفتوح میں ہمیشہ نور افشاں رہا۔ امور زائدہ جو دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں ... رونما ہو گئے ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ ہماری ہمت تمام عالم انسانی کی اصلاح ... اور خیر خواہی کی طرف ہونی چاہیئے ہم کو اس مبارک مہینہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلائی ہوئی باتوں، آپ کی لائی ہوئی شریعت آپ کے اوصاف حسنہ اور تع... پر کاربند ہونے اور جناب کے نمونہ پر بن جانے کے لئے عزم مصمم میں نہ صرف تجدید پیدا کر لینا چاہیئے بلکہ اس کی عملی کارروائی بھی بڑے پیمانے پر ہو پیدا کرنی ... غرضیکہ ہم تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا نشاط اور اس کی گرمی اور قوت عزم اس ماہ میں اسی طرح پیدا ... جیسا کہ آپ میں تھی اور جیسی ایک سچے فدائی اور مخلص تابعدار میں ہونی چاہیئے ... سے بھی ویسا ہی طرز عمل اختیار کریں اور اپنوں سے بھی وہی صورت پیدا کر...

اخلاق نبوی

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہی مقاصد عالیہ کی غرض تمام عالم انسانی کی بہبودئ دنیا و آخرت کی وجہ سے ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں راحت و آرام کو ترک۔ لوگوں کی سخت اور سست باتوں کی پرواہ نہ کی ا... لب ہے۔ عزت و ناموس ظاہری کو خاک میں ملا دیا۔ اہل و عیال رشتہ ناتہ ... خیرباد کہہ دیا مگر اپنے کام اور ارادہ میں فتور نہ آنے دیا دشمنوں کی گالیوں کا صفح جمیل سے دیا ان کے مظالم کا مقابلہ صبر جمیل سے کیا ان کی خود غرضیوں جہالتوں کا عوض ہجر جمیل اور خاموشی کو بنایا دشمنوں نے ہر قسم کی وحشیت و بربریت کو اختیار کیا مگر آپ نے انصاف و عدالت و خیر خواہی اور ہمدردی ہی کو س... لانا ضروری سمجھا انہوں نے رشتہ داری کو قطع کیا مگر آپ نے رشتوں کی ... اور صلہ رحمی میں سر مو فرق نہ آنے دیا۔ انھوں نے نت نئے مظالم توڑے، و... و بربریت کے مظاہرے کئے۔ مگر آپ نے اپنی مروت، سیر چشمی عالی حوصلگی ... انسانیت، اخلاق حسنہ کو آخر دم تک نباہا۔ مکارم اخلاق کا وہ عملی گلدستہ ... کیا کہ وہ وحشی قوم جو اپنی جہالت اور بداخلاقیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ... مردم آزاری اور نخوۃ و غرور وغیرہ میں اس کا پلہ تمام اقوام دنیا سے بھاری تھا وہ سب کی سب نہایت تھوڑی مدت میں جان و مال عزت او... کچھ قربان کرنے کے لئے صرف تیار ہی نہیں ہو گئی بلکہ اس نے ایسا نمونہ ... دیا کہ جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آج تک کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی ... کے قلوب وارد لح خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی محبت اور خوف سے بھر گئے ... ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضاء خداوندی خوشنودی کے بندے بن گئے۔ ان ... توزح اور اخلاقی انقلاب ایسا رونما ہو گیا کہ وہ تمام اقوام عالم کے معلم اور ... ان میں اصول جہانبانی اور قوانین اصلاح عالم انسانی کے ہر شعبہ نے اس ... کر لی کہ نہایت قلیل مدت میں بحر اٹلانٹک سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں تک کوہ اماں سے لے کر صحرائے افریقہ تک امن و امان عدل و انصاف معـ... اور علم تمدن و سیاست عروج و ترقی پھیلا دیا۔ اقوام عالم اس ...

...گاروں اور غلاموں کے لئے دونوں جہان میں سرخروئی اور کمال برستا ہے اس ... معالجہ اور قوانین پر عمل کرنے والوں کے لیے ہر ہر قدم پر شفا اور سربلندی ہے ... کے مخالفین اور معاندین کے لئے ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہے

در فیضِ محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے لاہوتی چوٹیوں سے سر ملاتے ہیں۔ اس کے طریقہ ... دا ہونے والے گروہوں کے ہمنشیں بلکہ اس کے محسود کہلاتے ہیں۔ اس آفتاب ... ایت نے کتاب اللہ کی شعاعوں سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں کو ملیا میٹ کر دیا ... اس بادشاہ روحانیت نے گزشتہ اشراقیت اور جوگیت کے دفاتر کو افسون ... معنی بنا دیا تمام عالم کے لیے وہ مشعل ہدایت لا کر رکھ دی جس کی تمنا مشہور و معروف ... رائیلی مقدس پیغمبر اپنے دل ہی میں لیکر گیا۔ فاران کی چوٹیوں سے وہ روشنی ظاہر کی ... نے تمام بر اعظموں ہی کو نہیں، بلکہ عوالم جن و ملک وغیرہ کو بھی روشن کر دیا اگر جملہ ... النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[1] ... کا شاہد ہے تو جملہ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖٓ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ ... لُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ[2] اس کی رسالت کا کاشف اسرار ... جملہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ[3] اس کی رسالت کی حقیقت عامّہ کو ظاہر کر رہا ہے ... نَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[4] اور فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ الآیة[5] لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا[6] اس کو روحانی علت ... و مادیہ اور اس کی رحمت مجسمہ اور شفقت محضہ ہونے کا برہان۔ یہ آفتاب ہدایت ... مبارک مہینہ میں روحانی دنیا سے منتقل ہو کر جسمانی اور مادی دنیا میں ظاہر ہوتا ... اور روز ہدایت و خیر کے زمانۂ صبح صادق (چالیس برس) پورے کر کے افق ... الفری میں غارِ حرا سے طلوع کرتا ہے۔ فاران کی چوٹیوں سے طاغوتی تاریکیوں ... کو کرتا ہوا تمام جزیرہ عرب کو اپنی قوت عزم اور نہ جھجکنے والی ہمت سے مصلحانِ عالم ... مرکز اور معدن بنا دیتا ہے ہر قسم کی روحانی بیماریوں اور جسمانی برائیوں کا عالم انسانی ... اپنے لائے ہوئے کیمیاوی نسخہ کے ذریعے سے ازالہ کرتا ہوا متبعین کو حیاتِ ... ی عطا کرتا ہے۔

آج اسی آفتاب ہدایت کی اس دنیائے دوں میں روشنی اور نور پھیلانے کی ... تازہ کرنے والا زمانہ سایہ گستر ہو رہا ہے۔ ایک جماعت اس یادگار میں موتیوں کو چھوڑ ... باب پر رہ جاتی ہے اور اس مجسمۂ ہدایت و رحمت کی تشریف فرمائی کی یادگاری میں ... س زیب و زینت سر و دو روشنی وغیرہ منعقد کرتی ہوئی اُمم غیر اسلامیہ کی تقلیدی

---

[1] اے نبی ہم نے بھیجا ہے آپ کو شاہد (مخبر) بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر اللہ کی ... رف دعوت دینے والا اس کے حکم سے سراج منیر (روشن چراغ)

[2] وہی ہے جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر واضح آیتیں نازل کرتا تا کہ تمہیں اندھیروں ... سے نور کی طرف نکالے بیشک اللہ تم پر بہت مہربان ہے بہت رحم والا۔

[3] تمہیں بھیجا ہم نے ___ مہربانی کرنے کے لیے تمام جہانوں پر

[4] بیشک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔

[5] خدا کا کتنا ... رحم ... ہے کہ آپ نرم ہیں ان کے لیے

تاریکی اختیار کرتی ہے اور فقط اس ظاہری نمود و احتشام اور زبانی کارروائیوں کو ادائے حقوق کا ذریعہ سمجھتی ہے۔

قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

یہ سونے والے لوگ ہیں کہ محو خواب ہو کر بے غم ہو گئے ہیں اور محبت سے خالی ہو گئے ہیں) ارباب بصیرت اپنی خداداد قابلیت کو کام میں لاتے ہیں اور اس آفتاب ہدایت کی لائی ہوئی سچی روشنی اور حقیقی ہدایت پر پوری توجہ اور تکمیل عنایت صرف کرتے ہوئے اپنی عملی اور ارادی قوتوں کو از سر نو فیضیاب اور فائدہ مند ہونے کیلئے تیار کرتے ہیں احیائے سنّت اور نشر علوم نبویہ کے لئے دوگنی چوگنی قوت صرف کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو جو اور جس جس طرح عالم انسانی کی خدمتیں اس حکیم روحانی اور مصلح حقیقی نے انجام دی ہیں۔ ان کیلئے ہر قسم کی سرگرمی کو دہرانا ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔

غرضیکہ یہ مہینہ ہمیشہ ان کے قوائے علمیہ اور عملیہ میں وہ حرارت اور شادابی پیدا کرتا ہے جو مارچ و اپریل درختوں میں اور اساڑھ و ساون کاشت کی زمینوں میں اور فصل بہار بلبلوں کے دل و دماغ میں اور ماہ رمضان المبارک عالم علوی میں کرتا ہے۔

چونکہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اس عالم انسانی میں حکومت کا قائم کرنا، بادشاہت حاصل کرنا دنیاوی رعب و داب کا پیدا کرنا، خزانوں کا جمع کرنا دوسری قوموں اور ملکوں کو غلام بنانا، قوموں کی تجارت، زراعت، صنعت و حرفت پر قبضہ جمانا وغیرہ نہ تھا بلکہ ایسا مقدس اور برتر مقصد تھا کہ جس سے عالم انسانی اور تمام مبعوث الیہم کی دینی اور دنیاوی اصلاح ہو جائے ان کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جائیں ان کے لئے دونوں جہان کی ترقیاں اور راحتیں بہم پہنچ جائیں وہ ہر دو تعلقات (یعنی تعلق خلق باخالق اور تعلق باخلق) میں پورے پورے مکمل بن جائیں۔ ان کی ہر قسم کی کمزوریاں اور تکلیفیں دور ہو جائیں ان کی یہ زندگانی اور مستقبل کی زندگانی (جو اس دار فانی کی مفارقت کے بعد شروع ہونے والی ہے) نہایت راحت و آرام کی ہو جائے ان کے لئے وہ کمالات روحانیہ و جسمانیہ جن کی بنا پر وہ نعمت خلافت عظمیٰ سے مکرم کیا گیا ہے حسب استعداد حاصل ہو جائیں۔

اس لئے اس آفتاب ہدایت (صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایسے ایسے وسائل و ذرائع لوگوں کی اصلاح و تفہیم کے لئے اختیار کئے جن میں سراسر شفقت و رحمت، ہمدردی و غمخواری، حلم و تحمل استقلال و ہمت، صبر و احسان وغیرہ مربیانہ اور حکیمانہ اخلاق بھرے ہوئے تھے۔

اتباعِ رسولؐ

یہ محض تبلیغ کے لئے پیدا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ انسان جو کہ طبعی طور پر مقلد واقع ہوا ہے اس کو آفتاب ہدایت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اور اس کے کارناموں کو بغور دیکھے اور اپنے آپ کو بھی اسی رنگ و روپ میں رنگ لے گویا کہ وہ ایک نمونہ ہے جس کی صورت و سیرت پر بن جانا مالک حقیقی عز شانہ کی طرف سے طلب کیا جاتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ

---

[6] شاید آپ تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے ان کے پیچھے اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں

ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم کو خدا کی محبت ہے تو میرے پیچھے چلو یعنی میرے جیسے بن جاؤ خدا تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (جس نے رسول اللہ علیہ السلام کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تمہارے لئے رسول میں عمدہ اقتدار ہے)

پھر یہاں تک بھی اکتفا نہیں ہے بلکہ اس مجسمۂ رحمت و ہدایت کی روح پاک اپنی تیز و تند قوتوں کے ذریعہ سے لوگوں کے قلبی اور روحانی میل کچیل نجاست و خباثت کو اسی طرح دور کرتی تھی جس طرح مادر مہربان اپنے ننھے ننھے بچوں کے جسم اور کپڑوں سے ظاہری نجاستوں کو دور کرتی ہے اگرچہ یہ جملہ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (پڑھتا ہے (وہ رسول علیہ السلام) بندگان خدا پر اس کی آیتیں اور ان کو خدا کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے)

قرآن شریف کے الفاظ اور اس کے معانی کی تعلیم اور احکام شرعیہ کے علل و اسباب کی تدریس پر دلالت کرتا ہے تو جملہ یُزَكِّیْهِمْ (اور پاک و صاف کرتا ہے) اسی باطنی تزکیہ اور روحانی تجلیہ اس پر شاہد ہے علاوہ اور بھی بہت سے مقاصد ہیں جن پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے۔

سچے متبعین اور ارباب عقل و فہم پر اس خاص مہینہ کے ظہور کرتے ہوئے جو کہ نہ صرف ولادت باسعادت کا مبارک وقت ہے بلکہ ہجرت بھی (جس کے ذریعے سے شوکت اسلام کا آفتاب روز افزوں ترقی کرتا ہوا نمودار ہوا) اسی مبارک مہینہ میں واقع ہوئی ہے اور وفات مبارک بھی (جو کہ امت کے لئے عالم برزخ اور بارگاہ رب العزت میں ذریعہ صد ہزار رحمت و مغفرت ہے) اسی مہینہ میں واقع ہوئی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ
من عبادہ قبض نبیہا قبلہا
فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین
یدیہا واذا اراد ہلکۃ
امۃ عذبہا و نبیہا حی
فاہلکہا وہو ینظر فاقر
عینیہ بہلکتہا حین کذبوہ
وعصوا امرہ
(رواہ مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دیکر اس کو امت کا پیش خیمہ (سامان قیام و طعام وغیرہ درست کرنے والا) اور آگے جانے والا بنا دیتا ہے تو جب کسی قوم کے عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو قوم کو پیغمبر کی زندگی میں ہلاک کر دیتا ہے کہ پیغمبر ان کو ہلاک ہوتے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور اس کے احکام و اوامر کا خلاف کیا تھا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت آپ کے طرز عمل اور آپ کی تلقین کا وہی جذبہ منعکس ہونا چاہیئے جس کا روشن چراغ آپ کے قلب مبارک اور روح پرفتوح میں ہمیشہ نور افشاں رہا۔ امور زائدہ جو دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں ... رونما ہو گئے ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ ہماری ہمت تمام عالم انسانی کی اص... اور خیر خواہی کی طرف ہونی چاہیئے ہم کو اس مبارک مہینہ میں جناب رسول اللہ صل... علیہ وسلم کی تبلائی ہوئی باتوں، آپ کی لائی ہوئی شریعت آپ کے اوصاف حسنہ اور تق... پر کاربند ہونے اور جناب کے نمونہ پر بن جانے کے لئے عزم مصمم میں نہ ص... تجدید پیدا کر لینا چاہیئے بلکہ اس کی عملی کارروائی بھی بڑے پیمانے پر ہو پیدا کر... غرضیکہ ہم تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ن... قدم پر چلنے کا نشاط اور اس کی گرمی اور قوت عزم اس ماہ میں اسی طرح پیدا ک... جیسا کہ آپ میں تھی اور جیسی ایک سچے فدائی اور مخلص تابعدار میں ہونی چاہیئے... سے بھی ویسا ہی طرز عمل اختیار کریں اور اپنوں سے بھی وہی صورت پیدا کر...

اخلاق نبویؐ

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہی مقاصد عالیہ کی غرض ... تمام عالم انسانی کی بہبودیٔ دنیا و آخرت کی وجہ سے ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں ... راحت و آرام کو ترک۔ لوگوں کی سخت اور سست باتوں کی پرواہ نہ کی او... لب ہے۔ عزت و ناموس ظاہری کو خاک میں ملا دیا۔ اہل و عیال رشتہ ناتہ س... خیر باد کہہ دیا مگر اپنے کام اور ارادہ میں فتور نہ آنے دیا دشمنوں کی گالیوں ک... صفح جمیل سے دیا ان کے مظالم کا مقابلہ صبر جمیل سے کیا ان کی خود غرضیوں ... جہالتوں کا عوض ہجر جمیل اور خاموشی کو بنایا دشمنوں نے ہر قسم کی وحشیت و بر... کو اختیار کیا مگر آپ نے انصاف و عدالت و خیر خواہی اور ہمدردی ہی کو س... لانا ضروری سمجھا۔ انہوں نے رشتہ داری کو قطع کیا مگر آپ نے رشتوں کی ... اور صلہ رحمی میں سر مو فرق نہ آنے دیا۔ انھوں نے نت نئے مظالم توڑے، و... و بربریت کے مظاہرے کئے۔ مگر آپ نے اپنی مروت، سیر چشمی عالی حوصلگی، ہ... انسانیت، اخلاق حسنہ کو آخر دم تک نبایا۔ مکارم اخلاق کا وہ عملی گلدستہ ... کیا کہ وہ وحشی قوم جو اپنی جہالت اور بد اخلاقیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ... مردم آزاری اور نخوۃ و غرور وغیرہ میں اس کا پلہ تمام اقوام دنیا سے ... بھاری تھا وہ سب کی سب نہایت تھوڑی مدت میں جان و مال عزت او... کچھ قربان کرنے کے لئے صرف تیار ہی نہیں ہو گئی بلکہ اس نے ایسا ثبو... دیا کہ جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آج تک کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی ... کے قلوب وارد لح خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی محبت اور خوف سے بھر گ... اُکے ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضاء خداوندی خوشنودی کے بندے بن گئے۔ ان ... فتوح اور اخلاقی انقلاب ایسا رونما ہو گیا کہ وہ تمام اقوام عالم کے معلم اور ... ان میں اصول جہانبانی اور قوانین اصلاح عالم انسانی کے ہر شعبہ نے اس ... کر لی کہ نہایت قلیل مدت میں بحر اٹلانٹک سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں تک ... کوہ اماں سے لے کر صحرائے افریقہ تک امن و امان عدل و انصاف مع... اور علم تمدن و سیاست عروج و ترقی پھیلا دیا۔ اقوام عالم اس ...

اور حقانیت کو دیکھ کر برضا و رغبت اسلام کی حلقہ بگوش ہو کر یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا کے سماں میں آگئیں اور پھر ان حدود سے بھی متجاوز کر کے بحر یاسنک اور بحر منجمد شمالی تک بھی اسلام کا دریا موجیں مارنے لگا۔

ہندوستان میں جو حالت ہم مسلمانوں کے لیے موجودہ حکومت اور برادران وطن کے معاملات کی وجہ سے نزاکت اختیار کرتی جا رہی ہے اس کے لئے بھی ہم کو آج یہ مبارک مہینہ وہی روشنی یاد دلا رہا ہے اور اسی چمک میں آنے کے لئے بلا رہا ہے۔ ہمارے لئے جو شاہراہ عمل اسلام اور اس کے مقدس داعیؐ نے تیار کر دی ہے اسی کا اختیار کرنا ہمارے لئے ہر طرح موجب فلاح و بہبود ہو سکتا ہے۔

اسلام کا مقصد اصلاح خلق

جب کہ اسلام کا نشو و نما اور اس کا اطراف عالم میں پھیلنا محض بیماران عالم انسانی کی مداوات کی غرض سے ہوا ہے اس کی اصل غرض اور غایت اور توجہ محض اصلاح خلق ہے۔ ملک گیری خزانوں کا جمع کرنا اقوام عالم کو غلام بنانا شہنشاہی قائم کرنا وغیرہ وغیرہ وہ نجس اور منحوس مقاصد نہیں ہیں جو اسکندر رومی، چنگیز خان، ہلاکو خان، یورپین طاقتوں وغیرہ کے رہا کئے ہیں۔ وہ اپنی فوجوں کی طاقتوں کا مظاہرہ کرنا نہیں چاہتا وہ اپنی مالی اور تجارتی قوتوں سے اقوام عالم کی اقتصادی قوت اور معیشت کو برباد کرنا نہیں روا رکھتا۔ وہ کسی قومیت اور شخصیت کا بندگان خدا کو پرستار بنانا نہیں چاہتا۔ وہ کسی رنگ، کسی زمین کو انسانی دنیا میں قومیت دینا گوارا نہیں کرتا۔ وہ ہر ایک اس انسانی فرد کو برتری اور بزرگی کا انہا تمغہ عطا کرتا ہے جو اصلاح کو قبول کرتا ہوا متقی اور پرہیزگار بن جائے۔ خواہ کسی قوم کا ہو کسی رنگ کا ہو کسی زبان کا ہو۔

(۱) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ (حجرات پ۲۶)

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد حضرت آدم علیہ السلام اور ایک عورت حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے پیدا کیا ہے اور تم کو قبیلے اور پہچاننے کیلئے مختلف خاندان بنائے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑائی اور بزرگی تم میں سے زیادہ پرہیزگار کی ہے۔

(۲) اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ (حجرات پ۲۶)

ایمان لانے والے سب کے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اسلئے تم بھائیوں میں صلح کرا دو۔

اسلام کو حقیقت میں اقوام عالم اور مذاہب دنیا کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ ایک شفیق حکیم کو مریضوں کے ساتھ اور ایک سمجھدار اور مہربان مربی کو اپنے بچوں اور اہل خاندان کے ساتھ ہوتی ہے لہٰذا اسلام کو ضرور بالضرور ان ناسمجھ اور نادان مریضوں اور بچوں اور جاہل بے وقوف اہل خاندان سے طرح طرح کی تکلیفوں اور ناانصافیوں کا دوچار ہونا لازم ہے وہ جو کچھ جور و جفا بے عقلی اور بے انصافی کریں ان کی طبعی اور لازمی بات ہو گی اور اس مصلح حکیم کو جس قدر فراخ دلی اور عالی حوصلگی ہمدردی تحمل و برداشت کرنا پڑے اس کا فرض منصبی ہو گا۔ ہاں جس طرح ایک طبیب حاذق اور شفیق ڈاکٹر کا فرض یہ بھی ہو گا کہ اگر مریض میں مادہ فاسد نہایت شدید مدت جاگزیں ہو کر تمام جسم کو خراب کر رہا ہو آئندہ کو اس سے طرح طرح کے اندیشے ہوں اور کسی صورت سے اس کا دبانا اور تحلیل کرنا ممکن نہ ہو تو مسہل کے ذریعہ یا نشتر کے وسیلہ سے اس کا قدرا اخراج کر دے کہ جسم کی اصلاح ممکن ہو جائے۔ اس طرح کبھی کبھی مخصوص صورتوں اور احوال میں اسلام کو بھی محض اصلاح عالم انسانی کی غرض سے تلوار اٹھا کر شخص اکبر (عالم شہادت) کو مسہل دینا اور اس کے دنبل میں نشتر لگا کر مادہ فاسد کو نیست و نابود کر دینا ضروری ہو گا۔ جس کو جہاد کہتے ہیں[۱]۔

جب عقلمند اور بے وقوف، متمدن اور وحشی، متبع قانون اور آزاد، عالم اور جاہل کا مقابلہ ہو گا۔ تو ہمیشہ صنف اول پر ان مظالم کی بوچھار ہو گی کہ وہ خود ان کے کرنے سے عاجز ہو گی اس کو عقل و تمدن قانون اور علم میدان انتقام میں بیوقوفی، وحشت آزادی اور جہالت کی کارروائیوں سے روکیں گے اور مجبور کریں گے کہ وہ اس جگہ میں انسانیت اور قانون کو ہاتھ سے نہ جانے دے مگر صنف ثانی حق کو چھپائے گی۔ سچائی کو دبائے گی خود غرضی کی داد دے گی اور تعصب پر کاربند ہو گی، باطل پرستی اپنا شعار بنائے گی نہایت شرمناک پروپیگنڈا کر کے اہل حق کو اور صنف اول کو بدنام کرے گی اور اپنے آپ کو بے قصور دکھلاتی ہوئی ہر قسم کی قوتوں سے کام لے گی۔

یہ معاملہ اسلام کے ساتھ دوسری قوتوں اور اغیار کا ہمیشہ سے رہا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے مگر ہر زمانہ میں مقدس داعی اسلامؐ اور اس کے متبعین مسلمانوں نے حق و صداقت عدل و تہذیب کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ان کی جہالت و گمراہی کا جواب جہالت و گمراہی سے نہیں دیا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَلَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝

اے ایمان والو ہو جاؤ تم اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی خوشنودی کی غرض سے پوری پابندی کرنیوالے انصاف کیساتھ گواہی ادا کرنیوالے اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ اور برانگیختہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف نہ کرو عدل کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے تم کو کسی قوم کی دشمنی اور بغض اس بنا پر

وَلَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝ (مائدہ پ۶)

کہ انہوں نے تم کو خانہ کعبہ سے روک دیا ہے اس پر برانگیختہ اور آمادہ نہ کر دے کہ تم حد سے آگے بڑھ جاؤ اور تعدی کرنے لگو اور بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و تعدی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ خداوند کریم سخت بدلا لینے والا ہے

انہی احکام کی بنا پر آنحضرت علیہ السلام اور اسلاف کرام ہمیشہ موافق اور مخالف دشمن اور دوست کو عدل اور انصاف کی نظروں سے دیکھتے رہے دشمنوں کی جفاکاریوں کو ہمیشہ قانون الٰہی کی پابندیوں کی بناء پر اور اپنے ارادہ اور نصیحت و خیر خواہی کی وجہ سے پس پشت ڈالتے رہے کبھی عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات

اسوۂ حسنہ کی پیروی باعث نجات ہے

مسلمان اپنے ہراس اور بے چینی کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ برادران وطن ہمارے کسی نفع کے روادار نہیں ہیں وہ سرکاری محکموں میں بھی مسلمانوں کو گھسنے نہیں دیتے اور جو کوئی گھس آتا ہے اس کو تنگ کر کے نکلوا دیتے ہیں میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں مسلمانوں کے نکالنے یا کمزور کر لے کی نہایت زیادہ منظم سنگھٹن قائم ہے جو ریلوے کے محکموں تار کے دفتروں وغیرہ میں بھی ہے ہر قسم کی تجارت پر خود قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ کونسلوں وغیرہ میں جو فرقہ وار نیابت قائم ہو گئی ہے۔ اس کو بھی ہر جگہ سے مٹانا چاہتے ہیں صناعتوں اور زراعتوں کے بھی مرکز یہی ہیں مردم شماری اور زمینداری میں بھی ان کا پلہ ہر طرح بھاری ہے؟ یا ایں مسلمانوں کی رہی حالت ان سے دیکھی نہیں جاتی کسی قسم کی خیریت کے روادار نہیں تنگ دلی ایسی ان پر سوار ہے کہ ہرگز نہیں چاہتے کہ مسلمان قوم زندہ بھی رہ جائے۔

میں ان سب گفتگوؤں کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ آج عام طور سے اس قسم کے اعلانات اور تقریریں اور تحریریں میدان میں آ چکی ہیں مگر میرا یہ سوال ہے کہ آیا اس قسم کی کارروائی غیر مسلم قوموں سے، آج نئی بات ہے یا ان کا ظرف تنگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتا رہا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

مَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِكِیۡنَ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡكُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ (البقرہ پ۱ ع۱۳)

آسمانی کتابوں کے ماننے والے اور مشرک لوگ یہ نہیں چاہتے کہ تم کو تمہارا پروردگار کسی بھلائی میں سے کوئی حصہ دے۔

وَلَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَكُمۡ حَتّٰى یَرُدُّوۡكُمۡ عَنۡ دِیۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا (سورۃ البقرہ پ۲ رکوع ۱۰)

یہ غیر مذہب والے برابر تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کو طاقت ہو تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔

یہ دل تنگی ان لوگوں کی نہ صرف قرن اول کے مسلمانوں ہی سے رہی بلکہ ہر قرن اور ہر ملک میں ہمیشہ یہی قصہ پیش آتا رہا۔ تاریخی واقعات موجود ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اہل سنگھٹن اور جملہ برادران وطن اپنے اتفاق سنگھٹن مال ہتھیاروں کثرت تعداد، اخباروں، محاکم پر غلبہ اور کثرت تعلیم وغیرہ کی وجہ سے مظاہرے کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے وجود اور ہستی اور قوت کو مٹا دیں اور ہر جگہ اشتعال انگیز کارروائی کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے مسلمان مجبور ہو جاتے ہیں۔ سر بکف ہو کر میدان میں نکل پڑتے ہیں اور پھر ان کو منظم قوت سے پامال کیا جاتا ہے۔ صاف صاف کہا جاتا ہے کہ یا تو مسلمان مرتد ہو جائیں ہندو بن کر یہاں رہیں یا کم از کم ہندوانہ رسوم و عادات وغیرہ اختیار کریں ورنہ ہمارے وطن سے (ہندوستان سے) باہر چلے جائیں اور پھر حکومت ان کی ہر طرح طرفداری کرتی ہے ان کی آواز سے ڈرتی ہے ان کو سزائیں جان بوجھ کر دینے سے گھبراتی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ یہ اُمور بھی اسلام کے خلاف نہیں ہیں ہمیشہ ایسے مظالم اسلام پر ہوتے رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر برابر ایسے پہاڑ توڑے گئے اسلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے مکہ معظمہ کے مشرک اور مدینہ منورہ کے منافقین و یہود اور گرد و نواح کے اعراب اور بعد زمانہ نبوت دیگر ممالک کی غیر مسلم اقوام ہمیشہ اسی قسم کے اعمال کرتی رہیں جن کی نسبت پہلے ہی سے اشارہ نہیں بلکہ تصریح کر دی گئی تھی۔

لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِیۡرًا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ۝ (آل عمران پ۴)

تم ضرور بالضرور آئندہ کو اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے (ان دونوں کو نقصان پہنچایا جائیگا)، اور ضرور تم آئندہ ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے آسمانی کتاب دی گئی ہے اور ان لوگوں سے جو کہ مشرک اور بت پرست ہیں بہت سی دلآزاری کی باتیں سنو گے اور اگر ان سب پر تم صبر کرتے رہو اور پرہیز کرتے رہو یعنی حکم الٰہی کی خلاف ورزی سے)، تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔

اس قسم کی مختلف آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ تم یہ مت خیال کرنا کہ تم بغیر ان آزمائشوں کے جو پہلوں پر آ چکی ہیں چھوڑ دیئے جاؤ گے یا نجات حاصل کر سکو یا جنت میں داخل ہو سکو دیکھئے پہلا رکوع سورہ عنکبوت اور دوسرا سورہ توبہ اور اخری حصہ سورۂ آل عمران وغیرہ

ارشاد فرمایا گیا۔

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ

تم سے یہودی (موسوی لوگ) اور نصاریٰ (عیسائی)

[۱] یعنی تصور یہ ہے کہ پورا عالم انسانی ایک جسم ہے اور یہ "اکابر مجرمین" فرعون صفت جو راہ حق میں حائل ہیں جنھوں نے دوسرے انسانوں کو یہاں تک دبا رکھا ہے کہ وہ اپنے متعلق اپنے ضمیر کی آواز پر بھی آزادی سے عمل نہیں کر سکتے یہ فرعون صفت سرغنہ جسم انسانی کا دنبل ہیں جس کے متعدی اثرات پورے جسم کو فاسد کر رہے ہیں اس مادہ فاسد کا آپریشن کر دینا ضروری ہے۔ جہاد کی حدت و شدت اسی آپریشن کی حد تک رہتی ہے اور یہی اس کی غرض و غایت ہے

وَالنَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ٥ (آل عمران پ۴)

کبھی راضی نہوں گے جبتک کہ تم ان کے مذہب کے تابعدار نہو جاؤ۔ اگر تم کو کوئی اچھی بات حاصل ہو جاتی ہے (یعنی آپس میں اتفاق ہو جانا کسی عمدہ دنیاوی عہدہ اور عزت عمال کا مل جانا) تو ان کو (غیر مسلموں کو) برا معلوم ہوتا ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار اور بری بات پیش آئے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر و استقلال اور پرہیزگاری کے ساتھ رہو تو ان کا مکر تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا خداوند کریم ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا

اور یہ لوگ (غیر مسلم قومیں) ان احکام سے جو ہم نے تم پر وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے قریب تھا کہ بچلا دیں تاکہ آپ ہمارے اوپر غلط بات افترا بنا لیتے اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ ان کی طرف کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ٥ (سورۃ ابراہیم پ۱۳)

اور کافروں نے پیغمبروں سے کہا کہ ہم ضرور تم کو اپنی زمین اور وطن سے نکال دیں گے مگر یہ کہ تم پھر لوٹ کر ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ تو ان کے پروردگار نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور بالضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور تم کو اس سرزمین میں انکے بعد بسا دیں گے۔ یہ ہر اس شخص کیلیے ہے جو کہ میرے روبرو کھڑے ہونے سے اور میری وعید سے ڈرے ہر فریق نے دوسرے پر غلبہ چاہا اور جتنی ضدی سرکش تھے وہ سب ناکام و نامراد ہوئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر تمام ایمان لانے والوں کو یہی کہا گیا کہ یا تو تم اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ ورنہ ہم تم کو اپنی لستی سے نکال دیں گے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تابعداروں کو بھی ڈرایا گیا جس کا متعدد مقامات میں تذکرہ کیا گیا ہے اور پھر اتنا مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ حبشہ کی ہجرت واقع ہوتی اور پھر مدینہ منورہ کی ہجرت کی نوبت آئی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ٥

اور اسی طرح ہم نے پیدا کئے ہر پیغمبر کیلئے بہت سے دشمن شیطانوں اور جنوں میں سے ہر ایک دوسرے کو بنائی ہوئی اور زینت دی ہوئی چکنی چپڑی باتیں بتاتا تھا اور سمجھاتا رہتا تھا تاکہ دھوکہ میں ڈالے (یعنی اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کیلئے ہر قسم کے دشمن ہیں۔ اور بہت سے) کے پروپیگنڈے اور بہتان زینت باتوں سے کہتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگ میں ڈالیں۔

(الانعام پ۸)

خلاصہ کلام یہ کہ جو جو مظالم آج برادران وطن اور دوسرے غیر مسلم لوگ اسلام پر ڈھا رہے ہیں۔ وہ ہر زمانے میں خدا کے بندوں کے ساتھ کئے گئے ہیں اور خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ صحابہ کرام اور قرون سابقین مسلمانوں کے ساتھ نہایت ہی زیادہ اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ :-

اُوذیت مالم یوذ نبی (الحدیث) جسقدر مجھ کو تکلیفیں پہنچائی نبی کو نہیں پہنچائیں باوجود ان سب امور کے ہمیشہ حق غالب ہو کر رہا۔

آج ہم کو بھی وہی طرز اختیار کرنا ضروری ہے جو جناب ر صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا اور جو ایک مشفق ہمدرد، خیر خواہ ضروری ہے۔ اہل مکہ سب سے زیادہ جور و جفا کرنے والے تھے جیسے کی داستان دفتروں میں بھی بمشکل آ سکتی ہے کوئی ناروا اور بری انہوں نے اٹھا نہیں رکھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ صلح کر لی تو ایسے ایسے شرائط بھی تسلیم کر لئے جو کسی طرح بھی اسلامی کے لیے بظاہر مناسب نہ تھے۔ صلح اور آشتی کے لئے فساد اور خون کے لئے اور اللہ کے دین کی آواز حق بلند کرنے کے لئے، رواداری کا ثبوت دینے کے لیے اصلاح اور امن کے لیے خدا اور کعبہ کے ہیٹی اور بظاہر بے عزتی اور کمزوری پر دستخط کر دیئے اور یہی کہ آپ کے ہمراہیوں کا عام طبقہ جو جان دینے تک فقط تیار ہی بلکہ بیعت اور عہد و پیمان بھی کر چکا تھا اس صلح پر کسی طرح تھا مگر یہی صلح پیش خیمہ جملہ فتوحات کی ہوتی اور اسی نے دھاک تمام عرب میں نہایت زور و شور سے بٹھا دی۔ تلواریں اسی سے دندانے پڑ گئے نہایت زیادہ کند ہو گئی اسی سے واپسی پر نازل ہوتی جس پر حضرت عمرؓ جیسے بڑے سمجھ دار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت تعجب ہوئے پوچھنے لگے او فتح ہو یا رسول اللہ (یا رسول اللہ صلی اللہ کیا یہ فتح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں

حلم نبوی اور اس کا کامیاب ثمر

اس سے تقریباً دو سال کے بعد جبکہ خود نادانان قریش اور بعض حلفا کی جانب سے بدعہدی ہوتی اور انہوں نے معاہدہ کو توڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار جنگ آزمودہ کے ساتھ فوج کشی کی اور مکہ معظمہ پر چڑھائی

قریش اور اہل مکہ کے سیاہ کارنامے جو کہ بے حد اور بے پایاں ظاہر بینوں کی نظر میں اپنی قوت اور سطوت کا مظاہرہ کرنے ملکی نظر میں اپنی خودداری اور انتقامی کارروائیوں کے جاری کرنے کی نظر میں، ملوکیت اور شوکت و دبدبہ قائم کرنے والوں کی نظر لازم تھا کہ ایک آدمی بھی مکہ والوں کا زندہ نہ چھوڑا جاتا۔ کم تو ضرور ہوتا کہ ان کے جنگجو اور جوان آدمی بالکل قتل کر دیتے مگر آپؐ نے وہی عفو و کرم اور مشفقانہ ہمدردی سے کام لیا حوصلگی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا۔ اعلان کر دیا کہ نے اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا اس کو ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو گیا اس کو امن ہے۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ، کے گھر میں داخل ہو گیا اس کو امن وغیرہ وغیرہ

پھر جب آپ تمام مکہ معظمہ پر قابض ہو گئے تو کسی کو غلام باندی بھی سب سے کم درجہ کا اس زمانے کے رسم و رواج کے مطابق تھا۔ بلکہ سب کو آزاد چھوڑ دیا اور یہی وجہ ہے کہ تمام اہل مکہ کو طلقا سے ملقب کیا گیا۔

ان لوگوں نے جب دیکھا کہ باوجودیکہ زمانہ گذشتہ میں تقریباً بیس تک ہم نہایت شرمناک اور سخت آزار وہ جرائم ہم سے رسول اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے حق میں صادر ہوتے رہے تھے کسی اذیت ہم نے اٹھا نہ رکھی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں نے قادر ہونے پر ہم سے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی سب کے جرائم کو عفو کر دیا اس لیے عام لوگوں کو دین اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر اور مقرب خداوندی ہونے کا یقین ہو گیا اور باستثنائے چند اشخاص سب کے سب سچے دل سے مسلمان ہو گئے (وہ مستثنیٰ اشخاص بھی چند دنوں کے بعد اسلام کی حقانیت کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو گئے۔)

عرب کے اطراف و جوانب کے جملہ قبائل نے جب رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی اس قسم کی کریمانہ و مشفقانہ کارروائی کو مجرموں کے ساتھ وہ بھی سب کے سب فوجاً فوجاً دین اسلام کے گرویدہ اور حلقہ بگوش گئے اسی لئے نواں سال ہجرت کا سال وفود کے لقب سے یاد کیا جاتا کہ اس میں قبائل عرب نے وفود (ڈیپوٹیشن) بھیج کر اسلام کی تعلیم حاصل اور اس کی حلقہ بگوشی کا اعلان کیا۔ غرض کہ اس عالی ظرفی اور عالی ہمتی روائی اور بہادرانہ اخلاق نے اس طرح قلوب انسانی کو مسخر کر لیا تمام قلمرو عرب میں بجز چند قبائل ضدی یہود کے (جو کہ خیبر یمامہ صنعا رہ میں آباد تھے تمام عرب مسلمان ہو گئے۔ اور تمام سرزمین عرب سے ید کے نعرے بلند ہونے لگے۔

مدینہ منورہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جس کا نفاق اظہر من الشمس ہو چکا تھا اور بہت سی آیتیں اس کے منافق اور دشمن ہونے کے ثبوت میں نازل ہو چکی تھیں اس کے سیاہ کارناموں سے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال اور رفقاء کو بہت زیادہ تکلیفیں اور صدمات اٹھانے کی نوبت آچکی تھی جب ۸ یا ۹ھ میں مر جاتا ہے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے لڑکے کو اپنا کرتہ اس کا کفن بنانے کے لئے دیتے ہیں اس کے جنازہ کی نماز پڑھاتے ہیں۔ آپ کے بغیر خبر کے جب اس کو لحد میں رکھ دیا جاتا ہے تو لحد سے نکال کر اس کا سر اپنے گھٹنے پر رکھتے ہیں اور اس کے منہ میں لعاب دہن مبارک ڈالتے ہیں اور جب آپ کے معزز رفیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امر میں جھگڑا کرتے ہوئے مانع ہوتے ہیں اور اس کی دشمنی کے کارناموں کی داستان پیش کرتے ہیں۔ تو آپؐ ان کو جھڑک دیتے ہیں۔

اس عالی حوصلگی اور بے نظیر عالی ظرفی اور بہادری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی دن تقریباً ایک ہزار آدمی قبیلہ خزرج کے حلقہ بگوش اسلام سچے دل سے ہو جاتے ہیں۔

قبائل عرب اور سرداران عرب کے ساتھ ایسے ایسے کارنامے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے کئے اور صلیبیوں کی تفصیلی کارروائیوں کو خود عیسائی مؤرخوں سے پوچھ لیجئے سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کے کارنامے اور عیسائی بادشاہوں اور قوموں کے کارنامے ذرا غور سے ملاحظہ کر لیجئے اسپین، مالٹا، سسلی وغیرہ میں عیسائیوں نے غالب ہو کر کیا کیا کہ آج وہاں اسلام کا نام لیوا نظر نہیں آتا۔ کریٹ، مقدونیہ، یونان بلگیریا، سرویہ، مانٹی نگرو وغیرہ میں یونانیوں نے کیا کیا۔ اور اس کے برخلاف ترکوں نے دوبارہ قبضہ پا لینے کے بعد سمرنا استنبول ایڈریانوپل کی عیسائی آبادی کے ساتھ کیا کیا۔ دور کیوں جاتے ہو خود سلطان عالمگیر اورنگزیب، غازی پاشا مرحوم و مغفور جس کو اپنے مقاصد اور پروپیگنڈے کے لئے یورپین تاریخیں نہایت سنگدل اور متعصب بتلاتی ہیں اس کے ہی سچے کارناموں کو سچے لکھنے والے انگریز مؤرخین وغیرہ سے پوچھ لیجئے کپتان الیگزنڈر ہملٹن کا سفرنامہ جو کہ اس زمانے میں تقریباً ۲۵ برس ہندوستان میں رہا اور پھر اسے دیکھ لیجئے کس طرح حکومت کی طرف سے آزادیٔ مذہب کی تعریف کرتا ہے اور بادشاہی بے تعصبی اور دریا دلی کی تعریف کرتا ہے اور سیوا جی نے مسلمانوں اور اورنگزیب کے جرنیل افضل خاں مرحوم کے ساتھ حکومت کے مقابلہ میں کیا کیا کارروائیاں نہیں کیں اور جب اورنگزیب کے سامنے پکڑا ہوا آیا اور معافی کا خواستگار ہوا تو اس کو عالی ظرفی اور وسیع حوصلگی کا ہی شکار کیا گیا۔ معاف کر کے چھوڑ دیا گیا۔ عدل و انصاف کو بالائے طاق رکھا گیا۔ ہم اگر مسلمان بادشاہوں کی رواداری اور بے تعصبی کی تفصیل اس جگہ

پیش کریں تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جائے اور علیٰ ہذا القیاس ان کے مقابلہ میں ہندوؤں کے تعصب الواع اقسام کے مظالم وحشیانہ کی فہرست غیر مسلم قوموں کی بھی بڑے بڑے دفاتر کی محتاج ہے مگر مشتے نمونہ از خروارے سلطان اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا فرمان نقل کرتے ہیں۔ اورنگ زیب مرحوم کی متعدد ہندو مندروں کی جاگیروں کی سندیں دیہات کے پٹوں پر ثابت ہو کر معتبر اخبارات و رسائل میں چھپ چکی ہیں اردو اخبار مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں مندرجہ ذیل ایک فرمان حضرت اورنگ زیبؒ مرحوم کا جس کو راجہ نرنجن سین نے ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جلسہ میں پیش کیا تھا شائع ہوا تھا یہ فرمان شہنشاہ اورنگ زیبؒ کی طرف سے ابوالحسن حاکم بنارس مرحوم کو سلطان محمد بہادر کی معرفت بھیجا گیا تھا اس فرمان کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"ہماری پاک شریعت اور سچے مذہب کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ غیر مذہب کے قدیمی مندروں کو گرایا جائے ہماری اطلاع میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض حاکم بنارس اور اس کے گرد و نواح کے ہندوؤں پر ظلم و ستم کرتے ہیں اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل دیتے ہیں اور ان برہمنوں کو جن کا تعلق پرانے مندروں سے ہے ان کو ان کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ سے کوئی شخص ہندوؤں اور برہمنوں کو کسی وجہ سے بھی تنگ نہ کرے نہ ان پر کسی قسم کا ظلم کرے ۲۵، جمادی الاول ۱۰۶۵ھ"

(خاتمہ پر دستخط اور مہر بادشاہ اورنگ زیبؒ ثبت ہے)

پرانے بادشاہوں اور مسلمانوں کے کارنامے اور فرمانات اس قسم کے بیشمار ہیں طوالت کی وجہ سے چھوڑنا مناسب ہے مگر ایک فرمان نمونہ کے طور پر نقل کرتا ہوں، ڈاکٹر بال کرشن راجہ رام کالج کولہاپور نے مندرجہ ذیل فارسی زبان کی ایک قدیم تحریر تلاش کی ہے۔

"خفیہ وصیت ظہیر الدین محمد بادشاہ غازی (مرحوم) بنام نصیر الدین ہمایوں اطال اللہ عمرہٗ (مرحوم) محررہ برائے استحکام و استقامت سلطنت۔"

اے پسر سلطنت ہندوستان مختلف مذاہب سے پر ہے الحمدللہ کہ اس نے اس کی بادشاہت تمہیں عطا فرمائی ہے تمہیں لازم ہے کہ تمام تعصبات مذہبی کو لوح دل سے دھو ڈالو اور عدل و انصاف کرنے میں ہر مذہب و ملت کے طریق کا لحاظ رکھو جس کے بغیر تم ہندوستان کے لوگوں کے دلوں پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ اس ملک کی رعایا مراحم خسروانہ اور الطاف شاہانہ ہی سے مرہون ہوتی ہے جو قوم یا امت قوانین حکومت کی مطیع اور فرماں بردار ہے اس کے مندر اور مزار برباد نہ کئے جائیں عدل و انصاف کرو کہ رعایا بادشاہ سے خوش رہے ظلم و ستم کی نسبت احسان اور لطف کی تلوار سے اسلام

زیادہ ترقی پاتا ہے۔ شیعہ و سنی کے جھگڑوں سے چشم پوشی کرو ورنہ اسلام کمزور ہو جائے گا۔ جس طرح انسان کے جسم میں چار عناصر مل جل کر اتحاد و اتفاق سے کام کر رہے ہیں اسی طرح مختلف مذاہب رعایا کو ملا جلا کر رکھو اور ان میں اتحاد عمل پیدا کرو تاکہ جسم سلطنت مختلف امراض سے محفوظ و مامون رہے سرگذشت تیمور کو جو اتحاد و اتفاق کا مالک تھا ہر وقت پیش نظر رکھو تاکہ نظم و نسق کے معاملات میں پورا تجربہ ہو۔

(روزنامہ خلافت)

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین اہل اسلام نے ہرگز تنگدلی تعصب و بزدلی، فساد وغیرہ اخلاق قبیحہ کو اپنا معمول بہ قرار نہیں دیا اور نہ جاہل، وحشی، تنگ دل متعصب مخالفان اسلام کا جواب ترکی بہ ترکی دینے کی کوشش کی بلکہ انہوں نے قوانین الٰہیہ کو پیش نظر رکھا اصلاح عالم انسانی اور ہمدردی نبی آدم کو خدا کی رضا جوئی اور خوشنودی کو ہمیشہ مقصود اصلی سمجھتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ فقط ایک رفیق جان قربان کرنے والا تھا اور جب سات برس کے بعد مکہ معظمہ پر چڑھائی فرماتے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار آزمودہ کار جان نثار سپاہی تھے اور جب وفات کے قریب تبوک پر چڑھائی کرتے ہیں تو تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار جان نثار آپ کے ہمراہ ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کفر و ضلالت کے مقابلہ کے لیے نور الٰہی اور سچے دین و حقانیت کے پھیلانے کے لئے تین تلواریں تیار کیں اول خداوندی اور آسمانی تلوار یعنی کوشش فرماتے رہے کہ پروردگار عالم کے سچے مطیع ہو کر اس کو اپنے سے خوش اور اپنا دونوں جہاں میں مددگار اور آقا بنا لیں اور اس کی توجہ اور عنایت کو اپنی طرف کھینچ لیں اور اس کے لیے تعلق باخلق کو ہمیشہ منظم فرماتے رہے جس کی وجہ سے آیتہ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (محمد پ۲۶)

یہ اس لیے کہ خدا ایمان والوں کا آقا اور مددگار ہے اور کافروں کا کوئی آقا اور مددگار نہیں۔

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (الحج پ۱۷)

اے مسلمانوں جان لو خدا تمہارا آقا اور مددگار ہے پس اچھا آقا اور مددگار ہے وہ

اور اس کی امثال نازل ہوئیں جن میں پورا یقین دلایا گیا کہ خداوند کریم تم لوگوں کا مددگار اور ہر طرح معاون ہے۔

دوسری تلوار اخلاقی اور روحانی تھی جس کے ذریعہ سے صرف اپنے متبعین کی اخلاقی کیفیت درست نہیں کی گئی بلکہ جملہ ہمسایہ اور مخالفین کو اپنا محب اور

مطیع بنایا گیا اور بہت تھوڑی مدت میں پورب پچھم اتر دکھن جہاں جہاں وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا وہاں وہاں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ظالم کو معاف کر دینے اور برائی کا بدلہ برائی اور سختی سے نہ دینے سے، ہماری ذلت اور کمزوری ہو جاتی ہے اور دشمن قوی ہو جاتا ہے مگر قرآن پاک وہ تعلیم دیتا ہے جو اس کے ماسوا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔ (حٰم سجدہ پ۲۴)

بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں برائی کو بھلائی سے دفع کیجیے (اور سختی کا بدلہ نرمی سے دیجیے) تو جس شخص کی تم سے سخت عداوت تھی وہ مثل خالص دوست اور مددگار کے ہو جائے گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما انقصت صدقة من مال وما زاد الله عبدًا العفو الا عزًا وما تواضع احد لله الا رفعه الله (رواہ مسلم)

خیرات مال کو کم نہیں کرتی اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندہ کو عزت میں بڑھاتا ہے اور کسی شخص نے اللہ کے لیے فروتنی اختیار نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے۔

الحاصل عفو اور کرم ذلیل کرنے والی چیزوں میں سے نہیں ہے۔ اگرچہ سرسری اس میں ذلت معلوم ہوتی ہے مگر نتیجہ اس کا نہایت شاندار اور عزت افزا ہوتا ہے ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نمونے ایک اہل مکہ کے ساتھ اور دوم رئیس المنافقین کے ساتھ جو کہ بعد فرضیت جہاد ہوتے پہلے ذکر کر دیئے ہیں اور کتب تاریخ میں ایسے ایسے وقائع بے شمار ہیں۔ ان سب میں ہمیشہ عزت زیادہ ہی ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ غیر اقوام اور مخالفین کی اشتعال انگیز کارروائیوں کے جواب میں اگر ہم نے سختی اور تشدد سے کام نہ لیا تو ہماری خودداری اور قوت رفو چکر ہو جائے گی اور اسی بنا پر ہم اپنے قبضہ اور اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں غیظ و غضب میں حسن تدبیر اور حلم و تدبر کو سلام کر بیٹھتے ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس کے خلاف ہے آپ فرماتے ہیں۔

لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب۔

وہ لوگ قوی نہیں جو کہ اپنے حریف اور مقابل کو پچھاڑ دیتے ہیں اور گرا دیتے ہیں قوی وہ شخص ہے جو کہ اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے

یہ روحانی تلوار تھی جس نے ادھر اپنوں کو مہذب، خدا پرست قابل حکومت و ریاست بنا دیا ادھر غیروں کو اسلام کا نام لیوا اور حلقہ بگوش کر دیا۔ ہم اس میدان میں اگر دسواں یا بیسواں حصہ بھی آپ کے اخلاق و کرم کا حال لکھیں تو نہایت طویل دفتر تیار ہو جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور عملی حدیث اور قرآن شریف کی آیتیں اس پر پوری روشنی ڈال رہی ہیں۔

تیسری تلوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادی تھی جس میں نہایت متانت اور استقلال کے ساتھ ہر قسم کی تقویت کی کوشش کی گئی اور اقوام اور قبائل افراد اور اشخاص کو مجتمع کیا گیا ان کی آپس کی دشمنی اور عداوت دور کی گئی ان میں اتحاد اور اتفاق کی روح پھونکی گئی ایسے ایسے قوانین اور احکام بنائے گئے جن سے شقاق و نفاق دور ہو محبت اور ہمدردی بڑے پیمانے پر رونما ہو حتیٰ اور تجارت تعلیم و تربیت وغیرہ کو ترقی دی گئی فنون جنگ کی تعلیم اور آلات جنگ کی افزونی کی کوشش کی گئی کہیں فرمایا گیا۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (انفال پ۱۰)

آپس میں جھگڑے مت کرو، ورنہ تم نامرد سے اور بزدلے ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوا اکھڑ جائے گی۔

اور کہیں فرمایا۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ۔ (انفال پ۱۰)

تم اپنے مخالفین اور دوسری اقوام کیلئے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت کی چیزیں اور سواریاں کی اشیاء تیار کرو جن کے ذریعہ سے تم خدا کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں اور دوسری قوموں کو ڈراتے رہو۔

کہیں فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا (انفال پ۱۰)

اے ایمان والو جب تمہاری کسی جماعت سے مڈھ بھیڑ ہو جائے اور جنگ میں مقابلہ پر آ جاؤ تو تو ثابت قدم رہو — اور وہیں ڈٹ جاؤ

اور اس کے بعد دوسری ضروریات جنگ اور طرق فتحیابی ذکر کیے گئے ہیں غرضیکہ ایسی مادی قوتوں کی بہت سی تعلیمات ہیں جن کے ذریعہ سے وہ رعب خداوندی کریم نے مسلمانوں کا پیدا کر دیا تھا کہ حدود اسلام سے ایک ماہ پر رہنے والی بادشاہتیں ڈرتی تھیں۔ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ (میں ایک مہینہ تک کی دوری تک رعب اور ہیبت پڑنے کے ذریعہ سے مدد کیا گیا ہوں)

ظفر مندی کے طریقے

آج ہم مسلمانوں کو ضرورت قوی ہے کہ ان تینوں قوتوں کو پیدا کریں اور فضول و بے معنی ہنگامہ آرائیوں کو یک قلم ترک کر دیں جو چیزیں دین میں سے نہیں ہیں ان کو دینی بنا کر کر اس کی آڑ میں اپنے آپ کو اپنی پوزیشن کو برباد نہ کریں تعزیہ کی دھجیاں یا علم کے بانس یا محرم کے جلوس یا باجہ سے مسجد کی نام نہاد تذلیل و توہین وغیرہ پر جنگ و جدل ترک کر دیں اور اپنی عزت و خودداری کے قیام اور اثبات کے لیے حقیقی قوت اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اولی کے مسلمانوں کے اعمال امر کو ذریعہ کار بنائیں اشتعال انگیز آئیں غضب و غیظ میں عقل کے حکم سے باہر نہ ہوں اخلاق اور وسیع حوصلگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور اپنے آپ کو اس طرح تینوں تلواروں سے مزین کریں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا تھا لہٰذا مندرجہ ذیل تجاویز پر بہت جلد عملدرآمد ہونا ضروری ہے۔

(۱) نماز اور جماعت کی پوری پابندی کی جائے اور نہایت شدت کے ساتھ کیجائے

(۲) ہر محلہ اور ہر بستی میں کوشش کی جائے کہ کوئی شخص بے نمازی باقی نہ رہ جائے۔
(۳) شریعت کی جملہ امور میں پابندی کی جائے اور لوگوں کو پابند بنایا جائے۔
(۴) تعلیم کو جس میں مذہبی ضروریات اور دنیادی لوازم ہوں نہایت عموم کے ساتھ اشاعت دی جائے اور کم از کم بکثرت ابتدائی مکاتب قائم کئے جائیں۔
(۵) بیاہ شادی کی فضول خرچیاں یک قلم بند کر دی جائیں اور ایسے قوانین مراسم شادی کے لئے بنائے جائیں جن کے ادا کرنے میں ہر قوم اور ہر خاندان کے غریب آدمی قرضدار نہ ہوں۔
(۶) غمی کے لئے ایسے قوانین بنائے جائیں کہ ان میں قرض داری کی نوبت نہ آئے اور اسی طرح ختنہ اور عقیقہ وغیرہ کے مصارف تقریباً بالکل بند کر دیئے جائیں۔
(۷) مقدمہ بازی اور اس کی فضول خرچیاں بند کر دی جائیں اور جہاں تک ہو سکے ہر محلہ اور ہر قوم کے پنچ فیصلے کرا دیا کریں یا صلح کرا دیں۔
(۸) لڑکوں اور لڑکیوں کو جوان ہوتے ہی جلد از جلد بیاہ دیا جائے۔
(۹) رانڈ عورتوں کو حتی الوسع بلا شادی نہ چھوڑا جائے۔
(۱۰) بچپن کی شادی ترک کر دی جائے۔
(۱۱) ہر قسم کی تجارت کے شعبوں میں مسلمان مکمل حصہ لیں کوئی شعبہ ایسا نہ رہے جس میں مسلمانوں کی تجارت پورے پیمانے پہ نہ ہو۔
(۱۲) مسلمان افراد حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اپنی جیب کے پیسے مسلمانوں ہی کو نفع پہنچائیں ان ہی سے مال خریدیں۔
(۱۳) سودی قرضہ یک قلم بند کر دیا جائے۔
(۱۴) مسلمان حتی الوسع کوشش کریں کہ جو فنون سپہ گری قانوناً جائز ہیں، پورے مشاق ہوں۔
(۱۵) مسلمانوں میں آپس کے اختلافات بالکل دور کر دیئے جائیں اور مذہب کی حفاظت اور مسلمانوں کی کمزوری کے دور کرنے میں باہم پورے متحد ہو جائیں خواہ ان کا اختلاف مذہبی یا سیاسی دنیاوی ہو یا دینی شخصی یا قومی وغیرہ وغیرہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے عقائد مختلف کا ازالہ کر دیا جائے جو تقریباً ناممکن ہے بلکہ اگر وہ دور نہ ہو سکیں تو باوجود ان کے موجود ہونے کے آپس میں پورا اتفاق کر لیا جائے اور رواداری کو کام میں لایا جائے تاکہ اسلام کی کمزوری دور ہو جائے۔
(۱۶) فضول جھگڑے نہ اٹھائے جائیں اور ہنگامے برپا نہ کئے جائیں اگر غیر مذہب والے ایسی چیزوں میں جو کہ ہم کو مذہباً لڑائی اور جنگ پر مجبور نہیں کرتی ہیں رواداری یا انصاف یا ہماری دلجوئی کا ثبوت نہ دیں تو ہم برسرپیکار نہ ہوں۔
(۱۷) اگر مذہب کی ضروریات پر جن پر جان دے دینا ضروری ہے کوئی غیر مذہب دخل دے تو پوری اجتماعی اور اتحادی قوت کے ساتھ مدافعت کی جائے۔
(۱۸) چونکہ اقوام غیر اشتعال پیدا کر کے عوام مسلمانوں کو طرح طرح کے ضرر پہنچاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات بھیس بدل کر اور غلط افواہوں کے ذریعہ سے عام مسلمانوں میں غم و غصہ اور ہنگامہ آرائی پھیلاتے ہیں جیسا کہ کلکتہ اور دوسرے مقامات میں مشاہدہ ہوا ہے اسلئے باقاعدہ انتظام کیا جائے اور جب تک سمجھدار لوگ حکم نہ دیں کوئی کاروائی نہ کی جائے ہر فرقہ اور قوم میں انتظام کیا جائے اور انکو منظم طریقہ پر ہر کام کیلئے تیار کیا جائے۔
(۱۹) جو لوگ مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم کے پابند ہیں اور غیر مسلم پڑوسی کی وجہ سے قواعد اسلام میں کمزور ہیں انکو راہ راست پر لایا جائے اور نہایت نرمی اور محبت سے انکو درست کیا جائے۔

حاجی کمال الدین صاحب کو صدمہ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے قدیم مضمون نگار اور حضرت اقدس لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی نیازمند اور خادم جناب حاجی کمال دین صاحب (بانی جامعہ اسلامیہ مسلم آباد شالیمار ٹاؤن لاہور) کو گذشتہ دنوں دو صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ ایک تو ان کے سمدھی بابو حکم دین چونہ منڈی جو حضرت لاہوری رح کے خادم و ارادت کیش تھے، وفات پا گئے۔ دوسرے ان کے داماد محمد اقبال صاحب (مقیم سمن آباد) انتقال کر گئے۔

حاجی صاحب کے لئے یہ دونوں صدمات بڑھاپے اور بیماری کے ایام میں شدید ذہنی اذیت کا سبب بنے۔ لیکن وہ ایک صابر و شاکر مسلمان کی طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت پر قانع اور راضی ہیں۔

ادارہ، حاجی صاحب نیز جملہ متعلقین و لواحقین بالخصوص میاں نعیم اور میاں فہیم نیز اقبال مرحوم کے بوڑھے والد اور برادران نیز غمزدہ اہلیہ اور معصوم بچوں کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

(ادارہ)

ماہانہ مجلسِ ذکر

خضراء مسجد سمن آباد لاہور میں ۲ جنوری ۱۹۸۳ء بروز اتوار بعد نماز مغرب منعقد ہوگی۔ دعوتِ عام ہے۔

ہیں آج کل بھی کم از کم ایک لڑکی کی خواہش والدین کو ضرور ہوتی ہے اگرچہ عورتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مردوں کی معاون ثابت ہوتی ہیں مگر پرانے زمانے میں مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کی عورتوں سے یہ مقاصد حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہ تھا چنانچہ اسلام نے اس کے بارے میں عمومی رہنما خطوط متعین کئے اسلام نے جائیداد میں بھی بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو کم کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے شہادت کے لئے بھی ان کی گواہی نصف مانی جاتی ہے لیکن تعلیم اور محبت کا یکساں حقدار ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان والدین کے لئے بہترین ثمر کی بشارت دی ہے جنہوں نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کا سا مساویانہ سلوک کیا ہے والدین کو اختیار حاصل ہے کہ وہ شادی سے قبل اپنی بیٹی کی حیا اور عصمت کے لئے ہر قدم اٹھا سکتے ہیں تاکہ ماں کے عظیم المرتبہ درجے تک پہنچانے کے لئے اس کی تربیت ہو سکے۔

صاحب جائیداد پیشہ وارانہ گھرانوں میں جن کا انحصار بڑھاپے میں اپنے بیٹوں پر نہیں ہوتا وہاں لڑکی کو جنم دینے کی صورت میں بیوی کو زیادہ پریشانیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تاہم شاہی خاندان کی رکن ہونے کی حیثیت سے وارث تخت کو جنم دینا اس کے لئے ضروری ہے اس کے لئے اعلیٰ تعلیم بھی ضروری ہے چنانچہ بیٹے کو جنم دینے کے لئے ماں کئی اور بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ جس سے گھرانوں پر بوجھ بہت بڑھ جاتا ہے اگر پھر بھی لڑکا پیدا نہ ہو تو لوگ، سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کی طرح ایک اور شادی کر لیتے ہیں جنہوں نے شہزادے کی پیدائش کے لئے تین شادیاں کیں۔ اب بعض پیشوں کے دروازے عورتوں پر کھل گئے ہیں۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ زیادہ لڑکیوں والے گھرانوں میں بعض لڑکیاں بیٹوں کا کردار ادا کریں۔

> **والدین کے لئے بیٹیاں بہترین ثمر ہیں**
>
> (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

استنبول میں طبیعات کی ایک پروفیسر کا کہنا ہے کہ وہ والدین کی اکلوتی لڑکی تھی اس کے والدین اسے گڑیوں سے کھیلنے کی بجائے سائنسی آلات اور معمہ کے حل میں دلچسپی لینے کی طرف راغب کیا یہ الگ بات ہے کہ نہ تو اس کی ماں اور نہ ہی اس کا باپ سائنس دان تھے اس طرح اس میں سائنس کی طرف رجحان پیدا ہوا جب اس نے اپنے سکول میں اعلیٰ قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انعام جیتا تو والدین نے خوشی سے کہا۔ "یہ وہ لڑکی ہے جو لڑکوں کی طرح ہے"۔

اگرچہ وہ والدین کی دیکھ بھال کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے مگر پھر بھی انہوں نے کبھی بھی اس سے یہ نہیں کہا کہ وہ ان پر توجہ کرے مگر ایک اور مراکشی گھرانے کی ایک اور عورت اپنی بیوہ ماں اور بہنوں کو زندگی کی خوشیاں مہیا کرنے کے لئے ملازمت کرتی ہے سب گھر والے خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے اس کی عزت کرتے ہیں جب وہ کام سے فارغ ہو کر گھر میں داخل ہوتی ہے تو اپنی ماں کو دروازے پر کھڑا پاتی ہے وہ اپنے کپڑے بدل کر تہہ پر بیٹھ جاتی ہے اور پھر کھانا لگایا جاتا ہے۔ اس اوسط عمر کی بیوہ کو اپنی کوئی فکر نہیں وہ اپنی بیٹی کی شادی کی فکر کرتی ہے کیونکہ اس کی ایک چھوٹی بیٹی اپنی سکول کی تعلیم مکمل کر چکی ہے اور گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ملازمت کر سکتی ہے یہ سب بیٹیاں مل کر کام کریں گی حتیٰ کہ سب سے چھوٹی بیٹی بھی اپنے گھر رخصت ہو جائے گی اگر عورت پر خاص معاشی ذمہ داریاں عائد نہ ہوتی ہوں یا اس میں خاص سائنسی ذہانت نہ ہو تو وہ عملی زندگی میں کام کرنے کی بجائے گڑیوں سے کھیلتی رہ جاتی ہے والدین اسے خارجی دنیا کے مصائب سے محفوظ رکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ صرف لڑکے ہی خارجی دنیا میں ذمہ داریاں پوری کر سکتے ہیں۔ اسکی گھریلو زندگی ایک معزز لڑکی کی سی ہوتی ہے۔ یعنی اسے مستقبل میں اچھی بیوی کا کردار ادا کرنے کی تربیت دی جاتی ہے جبکہ ماں کا کردار ادا کرنے کے لئے اسے گڑیوں سے بہلایا جاتا ہے کہ عورتوں کو کمزور سمجھ کر ان کی حفاظت کے لئے بہت محنت کی جاتی ہے۔

اسلام اور عورت

نائلہ مینائی کی کتاب "وومن اینڈ اسلام" کی تلخیص

اسلام کو آئے چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اسلام نے سرزمین عرب میں انقلاب برپا کر دیا اور اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے والوں کو ایک نئی تہذیب اور تمدن سے روشناس کرایا والدین نے اسلام کی بدولت اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا چھوڑا اسلام نے مردوں اور عورتوں کو مساویانہ حقوق مہیا کئے ہیں جبکہ امریکہ میں ایسا نہیں ہے ماں بیٹیوں کے مقابلے میں بہنوں کو زیادہ عزت اور توقیر سے نوازا جاتا ہے وہاں یہ بھی تصور عام ہے کہ بیٹے کے بغیر میاں بیوی کی زندگی بے کار ہے کیونکہ بیٹی اپنا نہیں کسی اور کے گھر کی تعمیر کرتی ہے جبکہ بیٹا اپنے والدین کی نسل کو آگے بڑھاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی کئی اسباب ہیں جن کی بدولت بیٹوں کی نسبت بیٹیوں کی خواہش زیادہ شدید ہوتی ہے چونکہ مشرقی وسطیٰ اور شمالی افریقہ کا ۶۰ فیصد علاقہ دیہاتوں پر مشتمل ہے لہٰذا معاشرتی ارتقاء نے حال ہی میں جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کا بڑی محدود سی آبادی پر اثر پڑا ہے بڑی بڑی ملوں میں کام کرنے والے یا دہقان ہی ان اقدامات سے مستفیض ہوتے ہیں چونکہ لڑکوں کے منفی کردار سے خاندان پر کوئی قابلِ ذکر اثرات مرتب نہیں ہوتے اور نہ ہی شادی کے لئے مواقع متاثر ہوتے ہیں اس لئے ان کی نگرانی زیادہ شدت سے نہیں کی جاتی بیٹے سے بہت سے معاشی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

بیٹی کسی اور کا گھر تعمیر کرتی ہے

اس کے سپرد ماں کی ذمہ داریاں بے حد زیادہ ہوتی ہیں حتیٰ کہ شہزادیوں پر بھی یہ خوف طاری رہتا ہے کہ کسی بھی وقت شہزادہ اور شادی کر سکتا ہے یا اسے طلاق دے سکتا ہے اگر اس کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہو چونکہ عوام کی اکثریت "x" اور "y" کروموسومز خصوصیات سے ناواقف ہوئی ہے اس لئے لڑکا پیدا نہ ہونے کا قصوروار بھی ماں ہی کو ٹھہراتی ہے لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی پیدائش پر اس کی ماں کے خلاف جذبات پروان چڑھنے لگتے ہیں اگرچہ ایسی بیوی کو طلاق کی دھمکی نہ دی ہوئی ہو اور شوہر نے دوسری شادی کی طرف اشارہ بھی نہ کیا ہو تب بھی وہ شوہر کے گھر میں رہنے کی امید اسے کم ہی ہوتی ہے۔

مگر فطرت نے جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ اٹل ہے لہٰذا اسلامی معاشرے میں مایوسیوں کو مسترد کر کے لڑکی کی پیدائش کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اس خوشی میں دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے کیونکہ بیٹی کے بھی والدین کو ایک سو ایک آرام حاصل ہوتے ہیں وہ لڑکے کی بہ نسبت والدین سے کہیں زیادہ محبت کرتی ہے اور ماں کا ایک طور پر ہاتھ بٹا سکتی ہے اس لئے ایک مراکشی مقولہ ہے کہ بہن بھائی کو ظالم جادوگرنی سے محفوظ رکھتی ہے وہ شادی کے بعد بھی والدین کو فراموش نہیں کرتی۔

اسلامی دنیا میں یہ بھی تصور پایا جاتا ہے کہ بیٹا صرف شادی تک بیٹا رہتا ہے مگر بیٹی ساری زندگی بیٹی رہتی ہے ایک اور مراکشی مقدمے کے مطابق بیٹی کے بغیر والدین کی یہ حالت ہوتی ہے کہ انہیں بسترِ مرگ پر دیکھنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا اسی لئے مراکشی والدین لڑکیوں کی پیدائش کی خواہش رکھتے

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے !! (مدیر)

فقہائے پاک و ہند (جلد اوّل)

از : مولانا محمد اسحٰق بھٹی

قیمت : ۔/۳۵ روپے

ملنے کا پتہ : ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور

محترمی مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی کتاب "فقہائے ہند" کی مجموعی طور پر سات جلدوں پر تبصرہ مختلف اوقات میں ان صفحات پر آچکا ہے جن میں بارھویں صدی ہجری تک کے ہندی فقہا کی سوانح پر قلم اٹھایا گیا ہے اور ہر جلد میں متعلقہ صدیوں کے ارباب حکومت اور اہل علم کے باہمی تعلقات کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ موصوف نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ یہ کام کیا اور سینکڑوں علماء و فقہا کے ساتھ ساتھ اسلامی ہند کی پوری تاریخ بھی بڑے اختصار لیکن کمال جامعیت کے ساتھ سامنے آگئی۔ اب ذرا سے نام کی تبدیلی کے ساتھ یہ پہلی جلد سامنے آئی ہے جو اس سلسلہ کی گویا آٹھویں جلد ہے اور یہ تیرھویں صدی کے ارباب علم و فقہ کے حالات پر مشتمل ہے یہ جلد ۳۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اور صرف ظا تک ایک سو اکابر علماء و فقہاء کا اس میں تذکرہ ہے۔ اس سے اگلی جلد اسی صدی کے مابقی علماء و فقہا پر انشاء اللہ تعالےٰ مشتمل ہو گی۔ تیرھویں صدی ہجری اہل ہند کے لئے بڑے ابتلا کی صدی تھی مغلیہ دورِ حکومت دم توڑ رہا تھا اور رفتہ رفتہ انگریز بہادر اپنے قدم مضبوط کر رہا تھا۔ محض دو برائے نام مغل بادشاہ اس صدی میں باقی تھے۔ لیکن قدرت کی نیرنگیوں کا یہ تماشا سامنے آیا کہ آزادی کی تحریکیں اسی صدی میں پروان چڑھیں جن میں حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک جہاد بالخصوص بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ حضرت سید صاحب نے امام ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے پروگرام اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتوٰی کی روشنی میں مجاہدین کو منظم کیا۔ اور پھر ظاہری شکست کے باوجود امت کو جینے کا ڈھنگ سکھا گئے ۱۸۵۷ء کا معرکہ عظیمہ بھی اسی صدی سے متعلق ہے اور لطف یہ ہے کہ مدرسہ و خانقاہ میں دینی تعلیم و تربیت کے ذمہ دار علماء و صلحاء ان تحاریک کے قائد و ہراول دستہ کے طور پر نظر آتے ہیں —— بھٹی صاحب نے حسب سابق بڑے اختصار و جامعیت کے ساتھ دونوں مغل بادشاہوں اور ان تحریکات ملیہ کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اکابر و اعاظم رجال کے حالات سپرد قلم کئے ہیں مقدمہ والے حصہ میں جو پچاس کے قریب صفحات پر مشتمل ہے اس میں مسلمان علماء کے ساتھ ساتھ غیرت مند تعلقہ داروں، نوابوں، مہاراجوں اور غیور عوام کی داستان جد و جہد، غدار و خائن لوگوں کی بدعہدیاں اور انگریز کا جور و ستم بھی آپ کو نظر آ جائے گا۔ شاہ ولی اللہؒ کی تحریک کے اتار چڑھاؤ سے واقفیت ہو جائے گی اور ایک سو یگانہ صفت علماء کی سیرت کے اُجلے نقوش سامنے آ جائیں گے۔ بھٹی صاحب کی محنت قابل داد ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہمت و صحت سے نوازے کہ وہ نہ صرف اس سلسلہ خیر کی تکمیل کر سکیں بلکہ

نقش ثانی کے طور پر کتاب میں ڈھیروں اضافہ ہو۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ اس تحقیقی کتاب کی اشاعت پر مستحق تبریک ہے۔

انجمن ارشاد المسلمین کے رسائل

اس وقت انجمن کے ۲ دو مختصر رسائل سامنے ہیں۔ ازالۃ الضلالۃ فی آرارۃ الھدایہ اور باغ فردوس المعروف گلزار رضوی۔ پہلا رسالہ معروف عالم دین علامہ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی کے خلاف بریلوی مکتب فکر کے ایک عالم مفتی عبدالقادر صاحب لاہوری کا فتویٰ کفر ہے جس پر امام جماعت بریلویہ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب اور ان کے فرزند اصغر مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب نیز تلمیذ و خلیفہ مولوی محمد امجد علی صاحب کی تصدیقات موجود ہیں۔

بریلوی دوستوں نے مرأۃ التصانیف نامی ایک کتاب چھاپی ہے جس میں بزعم خویش "علماء اہلسنت" کی کتب کی تفصیل دی گئی ہے اور ہر کسی کو اپنے کھاتہ میں ڈال کر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ گویا بریلی کے فتنۂ تکفیر کے یہ سب لوگ مؤید تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ مثلاً انہی مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی کو دیکھیں جن کی وفات ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں ہوئی کہ ان کے خلاف فتوائے کفر بھی ہے اور اب مرأۃ التصانیف (جلد اول) کے ص۳۵، ص۷۵، ص۹۷، ص۱۲۹، ص۱۶۵ اور ص۱۷۴ پر ان کی کتابوں کا بھی ذکر ہے۔ اور اس طرح انہیں "علماء اہلسنت" میں شامل کیا گیا ہے۔ اب یا تو ان کے خلاف فتوائے دینے والے غلط تھے یا مرأۃ التصانیف میں انہیں شامل کرنے والے غلط ہیں۔

انجمن نے رفاہ عام سٹیم پریس لاہور کے قدیمی نسخہ کا عکس چھاپ کر نسل نو پر احسان کیا ہے جس سے بریلوی حضرات کے ذوق تکفیر اور ان کی "دیانت داری" کا اندازہ ہوگا۔

دوسرا رسالہ "باغ فردوس" سید ایوب علی صاحب نامی کسی صاحب کا ہے یہ منظوم رسالہ اعلیٰحضرت سے متعلق ان کے جذبات عقیدت پر مشتمل ہے جو یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں چھپا تھا اور رضوی کتب خانہ بریلی نے اس کا اہتمام کیا تھا۔ اس رسالہ سے متعدد حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ حقیقی علماء اہلسنت حنفی دیوبندی پر حضرات انبیاء و اولیاء کی توہین کا الزام لگانے والے خود کیا حرکات کرتے ہیں؟ ص۵ دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جناب اعلیٰحضرت قبر میں نکیرین کے آڑے آ جاتے ہیں اور اپنے عقیدتمندوں کو ان کے سوالات سے بچا لیتے ہیں — اسی طرح جو گنہگار "جہنم" میں جانے والے ہوتے ہیں۔ اعلیٰحضرت ان کو اس طرح بچا لیتے ہیں کہ فرشتے ہاتھ نہیں لگا سکتے —

بہرطور اس طرح کی نگارشات پر مشتمل اس رسالہ کا بھی عکس انجمن نے شائع کیا ہے تاکہ برادران اہلسنت کے ہاتھ میں یہ ہتھیار رہ سکیں۔ پہلا رسالہ -/۲ روپے اور دوسرا -/۸ روپے میں انجمن اصلاح المسلمین ۶ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ سے حاصل کریں — بڑی معرکہ کی چیزیں ہیں اپنے پاس رکھیں اور یاروں کو آئینہ دکھائیں۔

بقیہ: طبی مشورے

اب ڈیڑھ ماہ سے نزلہ بالکل نہیں ہوتا نہ پانی بہتا ہے۔ اب مشورہ دیں کہ کیا یہی علاج جاری رکھوں؟ اس علاج سے خشکی ہو گئی ہے۔

(محمد یوسف جنڈانوالہ تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر)

ج: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو نزلہ حار کی شکایت تھی اس لئے موجودہ علاج جاری رکھیں البتہ روغن بادام میں کافور ملا کر ناک میں ٹپکایا کریں اور رات کا کھانا نہ کھایا کریں اس کے بجائے دیسی گھی سے بنی ہوئی جلیبیاں دودھ میں بھگو کر رات سوتے وقت کھا لیا کریں

قیام مدرسہ: ۲۹ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۷۲ء بروز جمعۃ المبارک

تعلیم، درسِ نظامی کا معقول انتظام ہے۔ درجہ حفظ و ناظرہ مع تجوید پڑھایا جاتا ہے اور مدرسہ کا الحاق وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ہے۔

○ قابل فخر تین اساتذہ کی زیر نگرانی تعلیم دی جاتی ہے ○ دو ملازم بھی مدرسہ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ ○ اخراجات سالانہ نقد ساٹھ ہزار روپیہ ۶۰۰۰۰/- روپیہ اور گندم ایک سو ساٹھ من ہے۔

○ مدرسہ کی عمارت کچی ہے۔ پختہ تعمیر کرنے کے لئے کافی رقم کی ضرورت ہے۔ اس لئے تمام مسلمانانِ پاکستان سے اپیل ہے کہ مدرسہ تعمیر کے لئے بمد زکوٰۃ، صدقات، عشر، عطیہ جات وغیرہ سے تعاون کیا جائے۔

○ جامعہ ہذا کی مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔ مسجد کا ایک حصہ مکمل ہو چکا ہے دوسرے حصے کی تعمیر کے لئے پچاس ہزار روپیہ نقد کی اشد ضرورت ہے۔

تاثرات و آراء علماء کرام و مشائخ عظام

۱۔ مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک مرتبہ مدرسہ ہذا میں تشریف لائے بخاری شریف کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "میں نے جنگل کے اندر یہ مدرسہ دیکھا ہے جس کی یہاں کے علاقہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں جب تم فارغ ہو کر جاؤ تو ایسا دینی مدرسہ قائم کرنا۔"

۲۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مسعود صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ دار العلوم مدنیہ کوٹ ادو نے یوں فرمایا:۔

مدرسہ کا ماحول نہایت پاکیزہ ہے۔ مدرسہ کی تعلیمی حالت دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مدرسہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عنایت فرمائے۔

۳۔ استاذ المدرسین حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب مہتمم مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ نے یوں فرمایا:۔

پرانے طرز کی تعمیر اسلاف کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

۴۔ رئیس المناظرین حضرت العلامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی صدر تنظیم اہلسنت والجماعت ملتان نے یوں فرمایا:

مدرسہ کا نظم و نسق دیکھ کر از حد خوشی ہوئی اور تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اس غریب مدرسہ کی امداد کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:۔

مولانا حافظ غلام فرید صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ جامعہ صدیقیہ تجوید القرآن رجسٹرڈ

چک ۵۱۹/T.D.A میرپور بھاگل، ڈاک خانہ چک ۵۱۸، براستہ دائرہ دین پناہ، تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ